بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49 — شمارہ: 43

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

27/رجب 1421 ہجری 26/اخاء 1379 ہش 26/اکتوبر 2000

Postal Reg. No: PB/1023/2000

1504
Mr.Er.M.Salam Sb
Chief Project Manager
R.E.C.Project Office
Padam Dev Commerical Complex
Phase -II The Ridge
SHIMLA-171001 (H.P)

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں" (ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
(کشتی نوح)

# قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے

## ﴿ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

"پس چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا شناخت کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اِس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اس کی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں بھیجتا ہے اور اپنی وحی اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیّت کی طاقتیں اس کے ذریعہ دکھلاتا ہے تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم قانونِ ازلی کے رُو سے خدا شناسی کیلئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے اُن پر ایمان لانا توحید کی ایک جزو ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر اُن آسمانی نشانوں اور قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص توحید جو چشمۂ یقینِ کامل سے پیدا ہوتی ہے میسّر آسکے۔ وہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے اور ہمیشہ سے وہ کنزِ مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے ورنہ وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا ہے اس کا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلافِ عقل ہے ویسا ہی خلافِ تجاربِ سالکین ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳)

## صحابہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت محمد حسین خان صاحب ٹیلرؓ، حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب، حضرت میاں عبدالرشید صاحب، حضرت ملک نادر خان صاحب، حضرت ملک برکت علی صاحب، حضرت قاضی منشی محبوب عالم صاحب اور حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب رضوان اللہ علیہم کی روایات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا دلنشیں اور ایمان افروز تذکرہ

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز اور روح پرور خطاب)

(دوسری قسط)

### حضرت محمد حسین خان صاحب ٹیلرؓ ابن خدا بخش صاحب سکنہ گوجرانوالہ

آپ کو ۱۸۹۷ء میں بیعت کی سعادت عطا ہوئی۔ آپ کے بیٹے مکرم عبدالمنان صاحب پہلے فوج میں تھے بعد میں گولبازار ربوہ میں ٹیلرنگ کی دکان کھول لی۔

روایات: مجھے بچپن میں کشتی دیکھنے کا بہت شوق تھا ایک دن میں کشتی دیکھ کر آیا تو خواجے وہاں کوئی رہتے تھے۔ وہاں کسی خواجے کے گھر کوئی مہمان لاڑکانہ سے آیا ہوا تھا تو اس سے وہ دریافت کر رہے تھے کہ لاڑکانہ کے حالات سناؤ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک نئی بات سنی ہے کہ ہمارے لاڑکانے میں ایک مولوی نے تقریر کی ہے۔ تقریر میں اس مولوی نے کہا کہ زیادہ تعلیم پڑھنے سے بھی آدمی کا دماغ خراب ہو جاتا ہے اور اس نے کہا کہ قادیان میں ایک مرزا ہے جو فرماتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ میں نے کہا مولوی صاحب کسی کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے یا یوں ہی زبانی کہا ہے۔ تو اس نے کہا کہ براہین احمدیہ کا حوالہ باقی ۶ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بیسوی صدی کا آخری

# جلسہ سالانہ قادیان

## 16-17-18 نومبر 2000ء کو ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 109 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 16-17-18 نبوت 1379 ہش بمطابق 16,17,18 نومبر 2000ء، بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

**مجلس مشاورت بھارت**

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 19 نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی بارہویں مجلس مشاورت منعقد ہوگی۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

# جلسہ سالانہ قادیان کی بڑھتی ہوئی رونقیں

۱۸۹۱ء کے بعد یہ ۱۰۹واں جلسہ سالانہ ہے جو ۱۶-۱۷-۱۸/نومبر کو قادیان دارالامان کی مقدس سرزمین میں منعقد ہونے جارہاہے۔ اگرچہ رسمی طور پر باہر سے تشریف لانے والوں کو مہمان اور قادیان کی مقیم آبادی کیلئے جلسہ سالانہ کے میزبان کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن عملاً دیکھا یہ جاتا ہے کہ قادیان کے مقیم افراد سے بڑھ کر باہر سے آنے والے جلسہ سالانہ کی میزبانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور جب سے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دَور خلافت میں عالمگیر طور پر بیعتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے قادیان کے جلسہ سالانہ کی میزبانی کے کئی شعبوں میں نومبائعین کی خدمات قابل رشک حد تک نمونہٗ تقلید ہیں۔ تیاری طعام، تقسیم طعام، استقبال مہمانان، خدمت خلق صفائی، روشنی، آب رسانی کس کس شعبے کا نام لیا جائے جن میں نومبائعین نہایت خلوص سے شامل ہو کر پُرانے احمدیوں کیلئے نمونہ بنے ہیں۔ اور یہ دراصل سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اسی پیشگوئی کے مطابق ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا۔

”اس جلسہ کی بنیادی اینٹ اللہ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں“۔ (اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء)

پس یہی وہ قومیں ہیں جو ہر سال نہایت تیزی کے ساتھ اس مبارک جلسہ سالانہ میں شامل ہوتی چلی جارہی ہیں۔ نومبائعین کی شمولیت کے بعد سے جلسہ سالانہ قادیان کے رنگ بدل گئے ہیں پہلے تو جلسہ کے مہمانان صرف محلہ احمدیہ کے اندر ہی سمٹ کر گزارا کر لیتے تھے۔ پھر جس سال حضور انور کی مبارک تشریف آوری ہوئی محلّہ احمدیہ سے باہر کے سکول کالجز اور دیگر عمارتیں یہاں تک کہ غیر مسلموں کے گھر جلسہ سالانہ کے مہمانان سے بھر گئے جو انہوں نے نہایت فراخدلی اور خندہ پیشانی سے پیش کر دیئے۔

۱۹۹۸ء کے سال سے جب نومبائعین وفود کی شکل میں آنے لگے تو بہشتی مقبرہ سے جانب جنوب ننگل باغبان کے پاس کئی ایکڑ رقبہ پر عارضی ٹینٹوں کے اندر مہمانوں کو ٹھہرایا جارہا ہے۔ جس جگہ یہ ٹینٹ لگائے جاتے ہیں وہاں گویا ایک بارونق بستی کا سا منظر بن جاتا ہے بالخصوص رات کے وقت تو یہ نظارہ قابل دید ہوتا ہے ہر خیمے میں جلتی ہوئی لائیں، خیموں سے باہر روشنی کا انتظام، مہمانوں کی چہل پہل، بسوں گاڑیوں کی آمد۔ کھانے کے سٹال اور ڈائننگ ہال، عارضی مسجد میں نمازیوں کی رونق اور تربیتی اجلاسات یہ سب رونق بس دیکھتے ہی بنتی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ کسی بھی خیمے میں چلے جائیں تو خیال ہوتا ہے کہ تمام دن جلسہ سالانہ کی تقاریر اور دیگر مصروفیات سے مہمان تھک کر سوگئے ہونگے لیکن ایک ایک خیمے کو جب دیکھا جاتا ہے تو نومبائعین کو آپس میں ایک دوسرے کو تبلیغ کرتے ہوئے اور اپنی قسمتوں پر رشک کرتے ہوئے دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے۔ کسی خیمے میں سننے کو ملتا ہے کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہم باوجود مخالفین کی مخالفت کے قادیان آگئے ورنہ بہت بڑے نقصان میں رہتے۔ کوئی اپنے ساتھیوں کو قادیان کی برکتوں سے آگاہ کر رہا ہے۔ کوئی صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل بیان کر رہا ہے۔ کوئی اپنے غیر احمدی مہمان کو مختلف دلائل سنا کر اس کی تسلی کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور پھر معلوم نہیں یہ لوگ علم و عرفان سے بھری ہوئی اور پیار کے پانی میں گندھی ہوئی باتیں کرتے کرتے سو جاتے ہیں۔ باوجود دیر سے سونے کے صبح تہجد کی نماز میں وہی تازگی وہی چستی وہی گریہ وزاری اور پھر تمام دن جلسہ سالانہ کی دیگر مصروفیات، اس طرح ان مہمانوں کا سہ روزہ محبوب مشغلہ چلتا رہتا ہے۔

اس جلسہ کی ایک خاص بات جس کی خوشبو تمام سال دل و دماغ کو معطر رکھتی ہے یہ ہے کہ جلسہ کے ایام میں ھندوستان کے مختلف صوبوں کا تاثر یکسر مٹ جاتا ہے۔ یوپی، بہار، راجستھان، ہریانہ، آسام، بنگال، نہ رہ کر ھندوستانیت کا تصور نہایت عجیب انداز میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی غیر ملکی مہمان مل جائے تو پھر اس بات کا احساس تک نہیں رہتا کہ یہ کوئی غیر ملکی ہے بلکہ سب خود کو احمدی مسلمان کہہ کر اس طرح تعارف کراتے ہیں مانو ایک دوسرے سے بچھڑے ہوئے بھائی آپس میں ملے ہوں۔ ایسے نظارے غیر مسلم اجتماع تو درکنار غیر احمدی مسلمانوں کے اجتماعات میں بھی دیکھنے کو نہیں ملتے۔ وہی بے چینی وہی افراتفری ایک دوسرے سے پہلے اپنا مطلب حاصل کر لینے کے وہی نظارے اور بعض دفعہ لڑائی جھگڑے اور جوتے بازی تک نوبت پہنچ جاتی ہے لیکن جلسہ سالانہ قادیان میں ان باتوں کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

سوال یہ ہے کہ احمدیوں کے اجتماع میں اخوت و برادری اور محبت و پیار کا ماحول دیگر مذہب کے اجتماعات سے بڑھ کر کیوں ہوتا ہے۔ دراصل یہ مامور زمانہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ سچا مامور ہی ہے جو بنی نوع انسان کی دشمنیوں کو محبت و الفت میں بدل سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی صداقت کا اظہار کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔ اے لوگو! تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا تعالیٰ کی اس نعمت کے نتیجہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے نتیجہ میں تم بھائی بھائی بن گئے ہو۔ آج وہی اخوت احمدیت قبول کرنے والوں کے دلوں میں خدا کی طرف سے نازل کی جارہی ہے۔

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ جلسہ سالانہ سے قبل نہایت پیار بھرے انداز میں کچھ نصیحتیں فرمائی تھی۔ جو اس موقعہ پر پیش ہیں آپ نے فرمایا تھا:

”جلسہ سالانہ کے دوران آپ نے شور نہیں کرنا آوازے نہیں کسنا۔ جو راستے مقرر ہیں ان پر چلنا ہے۔ نظریں نیچی رکھنا ہے۔ زبانوں سے شہد ٹپکانا ہے چہروں سے غصہ ظاہر نہیں کرنا۔ خدا کے حضور میں ہر وقت عاجزی سے جھکے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کا سبق سیکھنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت سے جو توقعات وابستہ کی ہیں ان کے مطابق زندگی گزارنا ہے۔ (الفضل ۱۵/دسمبر ۱۹۷۹ء)

اس جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والوں کیلئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو دلگداز دُعائیں کی ہیں، ان پر آج کی اس گفتگو کو ہم ختم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”بالآخر میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دے اور اُن کے ہم و غم دور فرمائے اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہ اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہو اور تا اختتام سفر اُن کے پیچھے اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دُعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفین پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھی کو ہے“، آمین ثم آمین (اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء)

(منیر احمد خادم)

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

## خطبہ جمعہ

# وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے

## پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے

### حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف ادعیہ مبارکہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۱۸ر اگست ۲۰۰۰ء ۱۸ر ظہور ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَ اِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ .قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾۔(النمل:٦٣)

یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود بھی ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے اور کچھ عربی منظوم کلام کے ترجمے کے طور پر آپؑ کی دعائیں پیش کی جارہی ہیں اور بہت سی ایسی ہیں جو اُردو منظوم کلام سے لی گئی ہیں۔

ایک دعائیہ عربی عبارت کا ترجمہ ہے:

"اے میرے ربّ! (میرا) کوئی توکل نہیں مگر تجھ پر اور ہم کوئی شکوہ نہیں کرتے مگر تیرے حضور۔ اور کوئی پناہ گاہ نہیں مگر تیری ذات۔ اور کوئی پونجی نہیں مگر تیری آیات۔ پس اگر تُو نے مجھے اپنے گروہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تو اپنی نصرت کے ذریعہ مجھے بچالے اور میری ایسے تائید فرما جیسے تُو سچوں کی تائید فرمایا کرتا ہے۔ اور اگر تُو مجھ سے محبت کرتا اور مجھے پسند کرتا ہے تو پھر ملعونوں اور مخذولوں کی طرح مجھے رسوانہ کرنا۔ اگر تُو نے مجھے چھوڑ دیا تو پھر تیرے سوا کون حفاظت کرنے والا ہے جبکہ تُو ہی سب حفاظت کرنے والوں سے بڑھ کر حفاظت کرنے والا ہے۔ پس مجھ سے تکلیف کو دُور فرمادے اور دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقعہ نہ دے اور کافر قوم کے خلاف میری مدد فرما۔"

(سرّالخلافۃ۔ روحانی خزائن جلد ۸۔ صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰)

ایک اور عربی دعا کا اردو ترجمہ یہ ہے:

"اے خدا! ہم تیرے احسانوں کا کیونکر شکر کریں کہ تُو نے ایک تنگ و تاریک قبر سے اسلام اور مسلمانوں کو باہر نکالا اور عیسائیوں کے تمام فخر خاک میں ملادیئے اور ہمارا قدم جو ہم محمدی گروہ ہیں ایک بلند اور نہایت اونچے مینار پر رکھ دیا۔ ہم نے تیرے نشان جو محمدی رسالت پر روشن دلائل ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ہم نے آسمان پر رمضان میں اُس خسوف کسوف کا مشاہدہ کیا جس کی نسبت تیری کتاب قرآن اور تیرے نبی کی طرف سے تیرہ سو برس سے پیشگوئی تھی۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیا کہ تیری کتاب اور تیرے نبی کی پیشگوئی کے مطابق اونٹوں کی سواری ریل کے جاری ہونے سے موقوف ہو گئی اور عنقریب مکہ اور مدینہ کی راہ سے بھی یہ سواریاں موقوف ہونے والی ہیں۔ ہم نے تیری کتاب قرآن کی پیشگوئی "لا الضالین" کو بھی بڑے زور شور سے پورے ہوتے دیکھ لیا اور ہم نے یقین کرلیا کہ درحقیقت یہی وہ فتنہ ہے جس کی آدم سے لے کر قیامت تک اسلام کی ضرر رسانی میں کوئی نظیر نہیں۔ اسلام کی مزاحمت کے لئے یہی ایک بھاری فتنہ تھا جو ظہور میں آگیا۔ اب اس کے بعد قیامت تک کوئی ایسا بڑا فتنہ نہیں۔ اے کریم! تُو ایسا نہیں ہے کہ اپنے مذہب اسلام پر دو موتیں جمع کرے۔ ایک موت جو عظیم ابتلا تھا اور جو مسلمانوں اور اسلام کے لئے مقدر تھا، وہ ظہور میں آگیا۔ اب اے ہمارے رحیم خدا! ہماری روح گواہی دیتی ہے کہ جیسا کہ تُو نے نوح کے دنوں میں کیا کہ بہت سے آدمیوں کو ہلاک کر کے پھر تجھے رحم آیا اور تُو نے توریت میں وعدہ کیا کہ مَیں پھر اس طرح انسانوں کو طوفان سے ہلاک نہیں کروں گا۔ پس دیکھ اے ہمارے خدا! اس امّت پر یہ طوفان نوح کے دنوں سے کچھ کم نہیں آیا۔ لاکھوں جانیں ہلاک ہو گئیں اور تیرے نبی کریم کی عزت ایک ناپاک کیچڑ میں پھینک دی گئی۔ پس کیا اس طوفان کے بعد اس امت پر کوئی اَور بھی طوفان ہے یا کوئی اَور بھی دجال ہے جس کے خوف سے ہماری جانیں گداز ہوتی رہیں۔ تیری رحمت بشارت دیتی ہے کہ "کوئی نہیں" کیونکہ تُو وہ نہیں کہ اسلام اور مسلمانوں پر دو موتیں جمع کرے مگر ایک موت جو واقع ہو چکی۔ اب اس ایک دفعہ کے قتل کے بعد اس خوبصورت جوان کے قتل پر کوئی دجال قیامت تک قادر نہیں ہوگا۔ یاد رکھو اس پیشگوئی کو۔ اے لوگو! خوب یاد رکھو کہ یہ خوبصورت پہلوان کہ جو جوانی کی تمام قوتوں سے بھرا ہوا ہے یعنی اسلام۔ یہ صرف ایک ہی دفعہ دجال کے ہاتھ سے قتل ہونا تھا۔ سو جیسا کہ مقدر تھا یہ مشرقی زمین میں قتل ہو گیا اور نہایت بے دردی سے اُس کے جسم کو چاک کیا گیا اور پھر دجال نے یعنی اس کی عمر کے خاتمہ نے چاہا کہ یہ جوان زندہ ہو چنانچہ اب وہ خدا کے مسیح کے ذریعہ سے زندہ ہو گیا اور اب سے اپنی تمام طاقتوں میں دوبارہ بھرتا جائے گا اور پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائے گا...... اے قادر خدا! تیری شان کیا ہی بلند ہے۔ تُو نے اپنے بندہ کے ہاتھ پر کیسے کیسے بزرگ نشان دکھلائے۔ جو کچھ تیرے ہاتھ نے جمالی رنگ میں آتھم کے ساتھ کیا اور پھر جلالی رنگ میں لیکھرام کے ساتھ کیا۔ یہ چمکتے ہوئے نشان عیسائیوں میں کہاں ہیں اور کس ملک میں ہیں، کوئی دکھلادے۔ اے قادر خدا! جیسا تُو نے اپنے اس بندہ کو کہا کہ مَیں ہر میدان میں تیرے ساتھ ہوں گا اور ہر ایک مقابلہ میں روح القدس سے مَیں تیری مدد کروں گا۔ آج عیسائیوں میں ایسا شخص کون ہے جس پر اس طور سے غیب اور اعجاز کے دروازے کھولے گئے ہوں۔ اس لئے ہم جانتے ہیں اور بچشم خود دیکھتے ہیں کہ تیرا وہی رسول فضل اور سچائی لے کر آیا ہے جس کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔

(تحفۂ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷۔ صفحہ ۲۳۹ تا ۲۴۱)

عربی میں ایک دعا کا اردو ترجمہ:-

"اے میرے ربّ! اے میرے ربّ!! میری قوم کے بارہ میں میری دعاؤں اور اپنے بھائیوں کے بارہ میں میری تضرعات کو سُن۔ مَیں تجھے تیرے نبی خاتم النبیین اور گناہگاروں کے شفیع و مشفع کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ اے میرے ربّ! تُو انہیں اندھیروں سے نکال کر اپنے نور کی طرف لے آ اور دُوری کے صحرا سے نکال کر اپنے حضور لے آ۔ یا ربّ جو لوگ مجھ پر لعنت ڈالتے ہیں اُن پر رحم فرما اور جو لوگ میرے ہاتھ کاٹتے ہیں تُو اپنی (طرف سے آنے والی) تباہی سے اُن کو بچا۔ اپنی ہدایت کو اُن کے دل کی گہرائیوں میں داخل فرمادے۔ اور اُن کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما۔ اور انہیں بخش دے اور انہیں عافیت عطا فرما۔ اور ان کو صحیح سلامت رکھ۔ اور ان کو ایسی آنکھیں عطا فرما جن سے وہ دیکھ سکیں اور ایسے کان عطا فرما جن سے وہ سن سکیں اور ایسے دل عطا فرما

جن سے وہ سمجھ سکیں۔ اور ایسے انوار عطا فرما جن کے ذریعہ وہ پہچان سکیں۔ ان پر رحم فرما اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے درگزر فرما کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو جانتے نہیں"۔

یہ وہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ والی دعا کی تفسیر ہے جو حضور نے فرمایا کہ رَبِّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ تو یہ سب ان کے حق میں دعائیں ہیں جو نہیں جانتے۔ جو جان بوجھ کر شر کرتے ہیں ان کے لئے یہ دعا نہیں ہے۔ اور جو شر کرنے والوں کے سربراہ ہیں ان کے حق میں یہ دعا نہیں۔ ان کے حق میں تو یہی ہے کہ اَللّٰھُمَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔ پس لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا۔ تو جو شریر ہیں ان میں سے جان بوجھ کر شر کرنے والے ان کے حق میں تو سَحْقًا کی دعا ہی ہے۔

"اے میرے ربّ! مصطفیٰ کے منہ اور آپ کے بلند مقام کے صدقے، نیز راتوں کے قیام کرنے والوں اور دن کی روشنی میں جہاد کرنے والوں اور اُن سواریوں کے صدقے جو رات کو امّ القریٰ کی طرف سفر کرنے کے لئے تیار کی جاتی ہیں ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان اصلاح احوال فرما اور ان کی آنکھیں کھول اور ان کے دلوں کو منور کردے اور ان کو وہ کچھ سمجھادے جو مجھے تُو نے سمجھایا ہے۔ انہیں تقویٰ کے طریق سکھا اور جو کچھ پہلے گزر چکا ہے اس بارہ میں درگزر فرما۔ اور بالآخر ہماری پکار یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو بلند آسمانوں کا ربّ ہے۔

(دافع الوساوس. روحانی خزائن. جلد۵. صفحہ ۲۲،۲۳).

عربی کے ترجمہ کے بعد اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو منظوم کلام کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔ بعض دفعہ لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتا اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ ہو اور آسان فہم ہو۔ بعض والدین کی طرف سے یہ شکایت آئی ہے کہ ان خطبات کو جو دعائیہ خطبات ہیں بچے پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ تو اب میں وہ زبان کہاں سے لاؤں جو ان کو سمجھا سکوں۔ اپنی طرف سے تو پوری کوشش کرتا ہوں کہ سمجھ جائیں۔ آپ ان کو خود ہی سمجھا دیا کریں۔ وہ شعر ہیں:

اپنی قدرت کا ایک کرشمہ دکھادے۔ اے مخلوقات کے رب تجھے سب قدرت حاصل ہے۔

حق و صداقت کی پرستش ختم ہوتی جارہی ہے۔ ایک ایسا نشان دکھلا جس سے حجت تمام ہو جائے۔

(آسمانی فیصلہ. صفحہ۸ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

پھر یہ ہے:

اے دلبر! تیری پیاری نگاہیں ایک تیز تلوار کی طرح ہیں جن سے غیروں کے غم کا ہر جھگڑا کٹ جاتا ہے۔

تیرے ملنے کے لئے ہم خاک میں مل گئے ہیں تاکہ اس جدائی کے دکھ کا کچھ علاج میسر آجائے۔ مجھے تیرے سوا ایک لمحے کے لئے بھی چین نہیں آتا۔ جیسے بیمار کا دل گھٹتا ہے میری جان گھٹی جاتی ہے۔

جلد معلوم کر کہ تیرے کوچہ میں یہ شور کس کا ہے؟۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مجنوں جیسے دیوانے کا خون ہو جائے۔ (سرمہ چشم آریہ . صفحہ ۴. مطبوعہ ۱۸۹۶ء)

پھر دیدارِ الٰہی کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا ہے:

جو خاک میں ملے وہ اُسی کو ملتا ہے۔ ورنہ ظاہری باتیں تو کسی حساب کتاب میں نہیں آتیں۔

وہ اُسی کا ہوتا ہے جو اُس کا ہو جائے۔ جو اُس کے حضور جھک جائے، وہی اُس کی پناہ میں ہوتا ہے۔

پھولوں کو دیکھو کہ اُسی کی وجہ سے اُن میں چمک ہے۔ اور اُسی کے نور سے چاند اور سورج روشن ہیں۔ اے عزیز! ہمیں تُو اپنا حسن دکھا۔ کب تک تیرا چہرہ پردے اور نقاب میں رہے گا؟

(سناتن دھرم ٹائٹل صفحہ ۲. مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

"یہ چہرہ پردے اور نقاب میں رہے گا"۔ اس کو سمجھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ چہرہ پردے اور نقاب میں نہیں تھا۔ آپ دوسروں کے لئے دعا کر رہے ہیں کہ ان کو بھی تو وہ چہرہ دکھا جس چہرے نے مجھے اپنا شیفتہ بنالیا ہے۔

پھر یہ دعا ہے:

مَیں وحشیوں کے ظلم کا شکار ہوں اور میری آنکھ کا پانی اس پر گواہ ہے جو سب سے زیادہ اس ظلم کا علم رکھتا ہے۔ یعنی میرے آنسو اس ظلم کا علم رکھتے ہیں۔

مَیں دل کی کیا سناؤں، کس کو یہ غم بتاؤں کہ دکھ درد کے یہ جھگڑے ہیں اور یہی میری آزمائش ہیں۔ مجھ کو دین کے غموں نے مارا ہے اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ مجھے اگر دلبر کا سہارا نہ ہوتا تو یہی موت ہوتی۔ اگر ہم نے اُسے نہ پایا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔ (تاہم) دل میں امید ہے کہ رونے سے ہم اُسے پالیں گے۔

وہ دن گزر گئے جب باتیں کر کے راتیں کٹا کرتی تھیں۔ اب تو موت پیچھے لگی ہوئی ہے اور یہی غم کی داستان ہے۔ جلد آ، پیارے ساقی کہ اب کچھ باقی نہیں رہا۔ باہم ملاقات کا شربت پلا کیونکہ یہی ایک دل کی لگن اور تمنا ہے۔ اے میرے ربّ رحمٰن! یہ تیرے ہی احسان ہیں اور ہر وقت یہی امید ہے کہ تجھی سے مشکلیں آسان ہوں گی۔ اے میرے سہارے! جلد آ کہ غم کے بوجھ بہت بھاری ہیں۔ اے میرے پیارے! تُو اپنا منہ مت چھپا کہ یہی تو میری دوا ہے۔

اے میرے یار جانی! خود مہربانی کا سلوک فرما۔ تجھ سے یہی امید ہے کہ "لن ترانی" نہیں کہے گا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کے سوال کے جواب میں ان کو کہا گیا تھا 'لَنْ تَرَانِی' تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ مراد یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے جو دیدار مقدر تھا وہ تجھے حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح اشارہ ہے کہ اب مجھے 'لَنْ تَرَانِی' نہیں کہے گا۔

جدائی میں یہ حالت ہے کہ ہر وقت جاں کنی کا عالم ہے۔ یہ وہی کربلا ہے جہاں عاشق زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ تیری وفا تو پوری ہے، دوری کا عیب ہم میں ہی ہے۔ ہماری تو اطاعت بھی ادھوری ہے اور یہی ہم پر آزمائش ہے۔

اے میرے پیارے! تجھ میں وفا ہے اور تیرے سارے ہی وعدے سچے ہیں۔ ہم خطرات کے کنارے جا پڑے ہیں اور یہی فریاد کی جگہ ہے۔ ہم نے اپنے عہد کا لحاظ نہیں کیا اور دوستی میں رخنہ ڈالا ہے۔ لیکن ہم پر یہ روشن ہو گیا ہے کہ تُو بہت ہی فضل کرنے والا ہے۔ اے میرے دل کے علاج! تیری دُوری میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ جس کو دوزخ کہتے ہیں وہ دل کا ہی دکھ ہے۔ یا ربّ! اس دین کی شان و شوکت مجھے دکھادے۔ سب جھوٹے دین مٹادے میری یہی دعا ہے۔ شعر و شاعری سے اپنا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ میرا مدعا تو صرف یہ ہے کہ کسی بھی طریق سے کوئی بات سمجھ جائے۔

(قادیان کے آریہ اور ہم. صفحہ ۴۸. مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور غلبہ کے لئے ایک دعا:

اے میرے پیارے! دن رات میری یہی دعا ہے کہ خون دل کھانے کے ان دنوں میں ہم تیری پناہ میں ہوں۔ اے میرے پیارے! مَیں آدم زاد نہیں بلکہ مٹی کا ایک کیڑا ہوں۔ آگ برسائی جانے کے دن تُو اپنے فضل کا پانی پلا۔ اے میرے پیارے قدیر! پھر دین کی بہار دکھلادے کہ کب تک ہم لوگوں کے بہکانے کے دن دیکھیں گے۔ اس وقت دین کے دشمنوں کا دن تو خوب روشن ہے جبکہ ہم پر رات کا سماں طاری ہے۔ اے میرے سورج! تُو اِس دین کو منور کر دینے والے دن دکھا۔

دل گھٹا جارہا ہے اور جاں کی حالت بھی ہر لحظہ دِگرگوں ہے۔ اپنی ایک نظر ڈال تاکہ تیری آمد کے دن جلد آئیں۔ اپنا چہرہ دکھلا کر مجھے غم سے نجات دے۔ کب تک یہ ترسانے والے دن چلتے چلے جائیں گے؟ خبر لے کہ تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے؟ اے میرے دلدار! کیا تُو میرے مر جانے کے دن آئے گا؟

اے میرے ملاح! آجا کہ یہ کشتی ڈوبنے والی ہے۔ اور اے یار! اس باغ پر مُرجھانے کے دن آگئے ہیں۔ اے میرے پیارے! اگر کچھ ہوا تو تیری مدد سے ہی ہوگا ورنہ (اس وقت) دین تو ایک مُردہ کی طرح ہے اور یہ زمانہ اُسے دفنانے کا زمانہ ہے۔ اپنا ایک نشان دکھلا کیونکہ اب دین بے نشاں ہو گیا ہے۔ دل ہاتھ سے نکلا جاتا ہے، تُو اس کی مضبوطی اور ثبات کے دن جلدی لے آ۔

(انذار تبشیر. تتمہ حقیقت الوحی. صفحہ آخر مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

پھر نشان نمائی اور دینِ اسلام کے غلبہ کے لئے ایک اور دعا ہے:

"مَیں نے روتے روتے اپنی سجدہ گاہ کو تر کر دیا ہے لیکن اِن خشک دِل لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں۔ یاالٰہی! اپنے کرم سے ایک نشان پھر دکھا جس سے اِن کی گردنیں جھک جائیں اور جھٹلانے والے ذلیل ہوں۔ اے قدیر! ایک معجزہ کے ساتھ تُو اپنی وہ عظمت دکھا کہ جس سے ہر غافل تیرے چہرے کو دیکھ لے۔

جو لوگ تیری طاقت کو نہیں مانتے تُو اُنہیں اب کوئی نشان دکھا اور اِس کانٹوں بھرے جنگل کو پھولوں والے باغ میں بدل دے۔ اگر زمین زوردار جھٹکے بھی کھائے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ اب قوم کسی بھی طریق سے لغزشوں سے نجات پائے۔

اب زمین کا زوردار جھٹکے کھانا اور لغزشوں سے بنی نوع انسان کا نجات پانا یہ بھی فصاحت و بلاغت کا آپ کا کمال ہے۔ زمین زلزلے میں آئے، جنبش کھائے، لغزشیں کرے تو کوئی پروا نہیں مگر قوم کو بچالے لغزشوں سے۔

ارشاد نبویؐ
خَیر الزَّادِ التَّقویٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794, 27-0471

اے ربّ! رحم فرما کہ دین اور تقویٰ مفقود ہوتے جاتے ہیں۔ ہم بے بس اور مجبور ہیں اور کچھ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ میرے آنسو اس درد انگیز غم سے نہیں تھمتے کہ دین کا گھر ویران ہے اور دنیا کے مینار بلند ہیں۔ دین کی حیثیت اُن کے لئے (اس وقت) ایک ناچیز کی سی ہو گئی ہے۔ اور جو لوگ مال و دولت، عزت اور وقار رکھتے ہیں، اُن کی نظر میں جو کچھ بھی ہے، دنیا ہی ہے۔ جس طرف بھی دیکھیں، اُس طرف دہریت کا ایک جوش نظر آتا ہے۔ (حال یہ ہو گیا ہے) دین سے لوگ تمسخر کرتے ہیں اور نماز و روزہ کو ایک عار سمجھ رہے ہیں۔

یہ زہریلی ہوا شان و شوکت اور دولت سے پیدا ہوئی ہے اور بلندی جو زہر مار سمجھی جاتی تھی وہ تکبر کی ایک شکل اختیار کر گئی ہے۔ سربلندی تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اگر انسان بھی اپنے آپ کو بلند سمجھنے لگے تو یہ کوئی فخر کا مقام نہیں بلکہ اس کی بلندی تو ایک مستعار لی ہوئی متاع ہے۔ اے میرے پیارے! مجھے اس غم کی طغیانی سے رہائی عطا فرما ورنہ اس درد سے میری جان تجھ پر نثار ہو جائے گی۔

(پیشگوئی جنگ عظیم از نوٹ بُک حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اسلام کی سربلندی کے لئے دردمندانہ دعاؤں میں سے ایک اور:

اے خدا! اے کام بنانے والے، عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے اور پیدا کرنے والے۔ اے میرے پیارے۔ میرے محسن۔ میرے پروردگار! اے احسان کرنے والے! مَیں کس طرح تیرا شکر ادا کروں اور کس طرح تیری ثناء کروں؟۔ وہ زباں کہاں سے لاؤں جس سے یہ کاروبار ہو سکے۔

جو لوگ تیری راہ میں کام کرتے ہیں وہ جزا پاتے ہیں۔ تُو نے مجھ میں ایسی کونسی بات دیکھی ہے جو بار بار یہ لطف و کرم ہو رہا ہے۔ یہ محض تیرا فضل اور احساں ہے کہ مَیں تجھے پسند آیا ہوں ورنہ تیرے دربار میں تو خدمت بجالانے والوں کی کوئی کمی نہیں۔ اے میرے بے مثل دوست! اے میری جان کی پناہ! میرے لئے صرف تُو ہی ہے اور تیرے بغیر میرا کوئی راہبر نہیں۔ اگر تیرا لطف نہ ہوتا تو مَیں مر کر خاک ہو چکا ہوتا۔ پھر خدا ہی جانتا ہے کہ یہ غبار کہاں پھینک دی جاتی۔ میرا جسم و جان اور دل تیری راہ میں فدا ہو کہ تجھ سا کوئی اور پیار کرنے والا میرے علم میں نہیں۔ دشمنانِ دین کا اِس وقت دن چڑھا ہوا ہے اور ہم پر رات کا عالم ہے۔ اے میرے سورج! تُو باہر نکل آ کہ مَیں بہت بے قرار ہوں۔

اے میرے پیارے! میرا ہر ذرّہ تجھ پر فدا ہو۔ اے ساربان! تُو میری طرف زمانہ کی مہار پھیر دے۔ کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے۔ اگر تُو میرا دوست بن کر نہ آیا تو یہ سر خاک میں ہو گا۔ اپنے فضل کے ہاتھوں سے اب میری مدد فرما تا کہ اسلام کی کشتی اس طوفاں سے پار ہو جائے۔

میری خامیوں اور عیوب سے اب درگزر فرما تا کہ دین کا دشمن، جس پر لعنت کی پھٹکار پڑ رہی ہے، وہ خوش نہ ہو۔ میرے زخموں پر مرہم لگا کہ مَیں غمزدہ ہوں۔ اور میری فریادوں کو سُن لے کہ مَیں کمزور اور لاغر ہو گیا ہوں۔ مَیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی کمزوری دیکھ نہیں سکتا۔ اے میرے بادشاہ! تُو مجھے کامیاب و کامران کر دے۔ کیا تُو مجھے میرے مقصد کے حصول سے پہلے خاک میں سلا دے گا۔ اے میرے حصار! مجھے تو تجھ سے یہ امید نہیں۔ یاالٰہی! اسلام پر فضل فرما اور اس شکستہ کشتی پر سوار بندوں کی اب پکار سُن لے۔ قوم میں اس وقت فسق و فجور اور معصیت کا زور ہے اور ہر طرف مایوسی کا بادل چھا رہا ہے اور شدید اندھیری رات ہے۔ تیرے پانی کے بغیر ایک عالم مر گیا ہے۔ اے میرے مولیٰ! اب دریا کی دھار اِس طرف پھیر دے۔ ان مصائب کی وجہ سے اپنے تو اب ہوش قائم نہیں رہے۔ تُو اپنے بندوں پر رحم کر تا کہ وہ نجات پا جائیں۔ ان حالات سے نپٹنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ ہر طرف یہ آفات بُری طرح پھیلی ہوئی ہیں۔

اے میرے ملاح! آ جا کہ یہ کشتی ڈوبنے ہی والی ہے۔ اس قوم پر تو بہار کے دنوں میں خزاں کا وقت آ گیا ہے۔ اے خدا! تیرے بغیر سیرابی کس طرح ممکن ہے کیونکہ تقویٰ کا باغ جل چکا ہے اور دین کا ایک مزار بن گیا ہے۔ میرے پیارے! اگر کچھ ہو گا تو تیرے ہی ہاتھوں سے ہو گا ورنہ فتنوں کا قدم ہر لحظہ بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اپنا ایک نشان دکھلا کیونکہ دین اب بے نشاں ہو گیا ہے۔ اس طرف اِک نظر فرما تا کہ کوئی تو بہار کا سماں دکھائی دے۔

اے مرے قادر خدا! ان دلوں کو خود بدل دے۔ تُو تو ربّ العالمین ہے اور سب کا بادشاہ ہے۔ تیرے آگے کسی کو مٹا دینا یا اُسے قائم رکھنا، ناممکن نہیں ہے۔ جوڑنا اور توڑنا تیرے ہی اختیار میں ہے۔ جب تیری فضل کی نگاہ ہو تو ٹوٹے ہوئے کام بن جاتے ہیں۔ یا پھر بنانے کے بعد ایک دم توڑ دے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دے (تو تُو اس پر بھی قادر ہے)۔ تیرے منہ کی بھوک نے میرے دل کو زیر و زبر کیا ہے۔ اے میری اعلیٰ جنت! اب مجھ پر پھل گرا۔ اے خدا! اے درد کو دور کرنے والے! ہم کو خود بچا۔ اے میرے زخموں کے مرہم! میرے غمگین دل پر نظر کر۔

اے میری جان! تیرے بغیر یہ زندگی کیا خاک ہے۔ ایسی زندگی سے تو یہ بہتر ہے کہ آدمی مر کر غبار ہو جائے۔ اے مرے پیارے! بتا کہ تُو کس طرح خوش ہو گا۔ نیک دن وہی ہو گا جب ہم تجھ پر نثار ہو جائیں۔ جس طرح لوگوں سے تُو دُور ہے، مَیں بھی لوگوں سے دُور ہوں۔ میرے دل کا کوئی بھی تو راز دار نہیں۔ اے خدا! مجھے ایک خارق عادت جوش اور تپش عطا فرما کہ جس سے مَیں دین کے غم میں دیوانہ وار ہو جاؤں۔ میرے دل میں ملّت کے لئے وہ آگ لگا دے کہ جس کے بے شمار شعلے ہر لحظہ آسمان تک پہنچیں۔ اے خدا! تیرے لئے میرا ہر ذرّہ فدا ہو۔ مَیں اشکبار ہوں، تُو مجھے دین کی تازگی اور بہار دکھلا دے۔

اے دانائے راز! تُو ہماری خاکساری کو دیکھ۔ یہ کام تو تیرا کام ہے مگر ہم اب بیقرار ہو گئے ہیں۔ اِک کرم کرتے ہوئے تُو لوگوں کو قرآن کی ہدایت کی طرف پھیر دے۔ نیز انہیں کچھ سوچ و بچار کرنے کی توفیق عطا فرما۔

باغ مرجھایا ہوا تھا اور سب پھل گر گئے تھے۔ مَیں خدا کا فضل لایا ہوں تو پھر سے پھل پیدا ہوئے۔ مرہم عیسیٰ نے تو صرف عیسیٰ کو شفا دی تھی مگر میری مرہم سے ہر ملک اور شہر شفا پائے گا۔ احمدؐ کے دین پر ہر طرف سے گالیاں پڑ رہی تھیں۔ کیا تم قوموں کو اور اُن کے اِن حملوں کو نہیں دیکھتے؟ کونسی آنکھیں ہیں جو ان حالات کو دیکھ کر نہیں روتیں۔ اور کون سے دل ہیں جو اس غم میں بیقرار نہیں ہیں۔ آج قوموں کے ہاتھ سے دین طمانچے کھا رہا ہے اور اسلام کا بلند مینار ایک تزلزل کی کیفیت میں ہے۔ کیا خدا کے عرش تک یہ مصیبت نہیں پہنچی؟ اور کیا دین کا یہ سورج اب غار کے نیچے چھپ جائے گا؟۔ اب اِس خادم یعنی مسیح موعودؑ اور شیطان میں ایک روحانی جنگ جاری ہے۔ یا ربّ! اس سخت میدانِ جنگ کی وجہ سے دل گھٹا جا رہا ہے۔ اس جنگ کی خبر ہر زمانہ کے نبی نے دی تھی اور وہ سب اپنی دونوں اشکبار آنکھوں کے ساتھ اس کے لئے دعائیں کر گئے ہیں۔ اے خدا! مجھ کو تُو رحمت کے ساتھ شیطان پر فتح دے (اگرچہ) وہ اپنی بے شمار فوجیں اکٹھی کر رہا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۹۷)

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لئے جو بہت ساری دعائیں کی ہیں۔ اُن میں سے چند اشعار کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش ہے۔

اے قادر و توانا! ہم تجھ پر ایمان لاتے ہوئے تیرے در پر حاضر ہوئے ہیں۔ تُو ہمیں آفات سے بچا۔ جب سے ہم نے تجھے پہچانا ہے، ہمارا دل غیروں کی طرف سے غنی ہے۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ اے میرے پیارے! تُو مجھ احقر کو بھی دور نہ کرنا کیونکہ اس دنیا کی زندگی سے تیرے حضور قربان ہو جانا زیادہ بہتر ہے۔

اللہ کی قسم! تیری خاطر غم برداشت کرنا ہر خوشی سے بہتر ہے۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ تُو اِنہیں (یعنی میری روحانی اور جسمانی اولاد کو) خوش نصیب بنا اور انہیں دین اور دولت عطا فرما۔ اِن کی خود حفاظت فرما۔ اِن پر تیری رحمت نازل ہو۔ انہیں بھلائی، ہدایت اور عمر اور عزت عطا فرما۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔

اے میری پرورش کرنے والے! اِنہیں (یعنی میری اولاد کو) نیک نصیب بنا۔ یہ (دوسروں کے مقابلہ میں) بلند رُتبہ ہوں اور اِنہیں تاج اور افسری عطا فرما۔ تُو ہی ہمارا راہبر ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ تُو اِنہیں شیطان سے دور رکھنا اور اپنی پناہ میں رکھنا۔ ان کا دل نور سے اور دل خوشیوں سے بھر دے۔

مَیں تیرے قربان جاؤں۔ تُو اِن پر اپنی رحمت ضرور رکھنا۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ اے میرے باری تعالیٰ! میری ساری دعائیں قبول فرما۔ مَیں تیرے قربان جاؤں۔ تُو ہماری مدد فرما۔ ہم بھاری امید لے کر تیرے در پر حاضر ہوئے ہیں۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ تیرا بندہ محمود، میرا لختِ جگر ہے۔ تُو اِس کو عمر اور دولت عطا فرما اور ہر قسم کا اندھیرا اِس سے دور فرما دے۔ اِس کا ہر دن بامراد اور ہر صبح پُر نور ہو۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

اِس کے دو بھائی ہیں۔ بشیر احمد بھی تیرا ہے اور (اس کا) چھوٹا (بھائی) شریف بھی تیرا ہے۔ تُو اُنہیں بھی خوش و خرم رکھنا۔ اِن سب پر اپنا سب فضل نازل فرما۔ اور رحمتوں سے اِن کو معطر فرمادے۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ یاربّ! یہ تینوں تیرے بندے ہیں۔ اِنہیں ہر گندگی سے بچا اور دنیا کے ہر قسم کے پھندوں سے اِن کو نجات دے۔ اِن کو ہمیشہ اچھی حالت میں رکھ اور انہیں تنگی اور پریشانی سے بچا۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔

اے میرے دل کے پیارے! اے ہمارے مہرباں!! اِن کے نام ستاروں کی طرح روشن فرمادے۔ ایسا فضل فرما کہ یہ سب نیک گوہر بن جائیں۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ اے میری جاں کے پیارے، اے دو جہانوں کے بادشاہ۔ ایسی مہربانی فرما کہ کوئی اِن کا ثانی نہ ہو۔ اِن کو ہمیشہ رہنے والی خوش نصیبی اور آسمانی فیض عطا فرما۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ میرے پیارے باری تعالیٰ، میں تجھ پر قربان جاؤں۔ میری ساری دعائیں قبول فرما اور اِنہیں اپنی رحمت کے سایہ تلے رکھ۔ میری یہ عرض سن کر اِنہیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ یہ دن ہماوے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔

اے واحد و بیمثال خدا!! اے زمانے کے خالق!! میری دعائیں اور غلامانہ گزارشات قبول فرما۔ تینوں (بچے) تیرے حوالے کرتے ہوئے مَیں عرض کرتا ہوں کہ انہیں دین کے چاند بنادے۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ میرا دل پریشانیوں کی وجہ سے اداس ہے۔ میری جان درد کی وجہ سے نکلنے کے قریب ہے۔ جو صبر کی طاقت مجھ میں تھی، اب وہ نہیں رہی۔ تُو سب جہانوں کا ربّ ہے، ہمیں ہر قسم کے غموں سے دور رکھنا۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ (میری) قبولیت کو بڑھادے اور اب فضل لے کے آ۔ ہر دکھ درد اور رنج سے بچا۔

اے میرے ربّ! میرے کام خود کردے اور (مجھے) کسی آزمائش میں نہ ڈال۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ تیرے یہ تینوں غلام، دنیا کے راہبر بنیں۔ یہ دنیا کے ہادی اور نور کے پیکر ہوں۔ یہ بادشاہوں کا مرجع بنیں اور روشن تر سورج ہوں۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ یہ صاحب وقار ہوں اور ملک کا فخر بنیں۔ یہ حق و صداقت پر جان نثار کرنے والے ہوں اور مولیٰ کے دوست بن جائیں۔ انہیں ہر پہلو سے ترقیات دیتا چلا جا اور یہ اِک سے ہزار ہو جائیں۔ یہ دن ہمارے لئے بابرکت فرما۔ ہر عیب سے وہ پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے اور جس کی مجھ پر نظر ہے۔ (محمود کی آمین. مطبوعہ. ۷/ جون. ۱۸۹۷ء)

اولاد کے لئے مزید دعائیں۔ یہاں بھی جسمانی اور روحانی دونوں اولاد مراد ہے۔

اے کریم! تُو اِن سے (یعنی میری اولاد سے) ہر شر دُور کردے۔ اے رحیم! تُو انہیں نیک بنادے اور پھر انہیں لمبی عمریں بھی عطا فرما۔ جس نے اِن کو پڑھایا تو اُس پر بھی اپنا کرم فرما اور اُسے دِین اور دنیا میں بہتر جزا دے۔ اِن کو نیک اور عقلمند بنادے اور اپنے کرم سے اِن پر بدی کی راہیں مسدود کردے۔

اے میرے خداوند! تُو انہیں ہدایت عطا فرمادے۔ کیونکہ (تیری) توفیق کے بغیر تو نصیحت بھی کام نہیں آتی۔ اے میرے مالک! تُو خود اِن کی پرورش فرما کہ ہماری عمر تو کچھ دیر کی ہے اور یہ تیرے بندے ہیں۔ اے میرے ہادی! یہ سب تیرا اکرم ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے (میرے) دشمنوں کو رُسوا کردیا۔ اے میرے مولیٰ! میری یہ ایک دعا ہے اور تیری درگاہ میں نہایت عجز و بکا سے پیش ہے۔ جو کچھ میرے اس دل میں بھرا ہے وہ مجھے عطا فرمادے۔ میری زباں شرم و حیا کی وجہ سے اُسے بیان کرنے سے قاصر ہے۔

میری اولاد جو تیری عطا ہے۔ مَیں اُن میں سے ہر ایک کا نیک ہونا دیکھ لوں۔ تیری قدرت کے آگے کوئی روک نہیں ہے اس لئے جو کچھ تُو نے مجھے عطا کیا ہے، وہ سب کچھ اِنہیں بھی عطا فرما۔ انہیں ہر قسم کی گندگی سے نجات دے اور دوسروں کی غلامی سے انہیں بیزاری عطا فرمادے۔ اے خدا!! انہیں فرخندگی عطا فرما اور یہ ہمیشہ خوشحال رہیں اور اُنہیں بُری زندگی سے بچا کر رکھنا۔ انہیں میری طرح دین کا مبلغ بنادے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے میرے دشمنوں کو رُسوا کردیا۔ ان کی پیشانیوں سے عظمت کے آثار ظاہر ہوں اور اِن کے گھروں کو دجال کے رُعب سے بچائے رکھ۔ ہر حال میں اِنہیں ہر قسم کے غموں سے بچا اور یہ دکھوں اور صدموں سے ضائع نہ ہو جائیں۔

اے میرے یگانہ! مَیں دعا کرتا ہوں کہ اِن پر رنجوں کا زمانہ نہ آئے۔ وہ (کبھی) تیرے آستانہ کو نہ چھوڑیں۔ اے میرے مولا!! انہیں ہر وقت بچائے رکھنا۔ اے میرے ہادی! مجھے تجھ سے یہی امید ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے میرے دشمنوں کو رُسوا کردیا۔ (میری دعا ہے کہ) یہ بے بسی کا، مصیبت اور غم کا زمانہ نہ دیکھیں۔ مجھے توفیق عطا فرما کہ جب میری واپسی کا وقت آئے تو مَیں اِن سب کا تقویٰ دیکھ لوں۔ (بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین. مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

ایک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے جو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے آپ نے لکھی ہے۔

میرے خدا!! مجھ پر یہ تیرا عجب احسان ہے۔ اے میرے سلطاں! کس طرح تیرا شکر ادا کروں۔ تُو نے ذرّہ برابر بھی مجھ سے فرق نہیں رکھا۔ میرے اِس جسم کا ہر ذرّہ تجھ پر قربان ہو۔ الٰہی! سر سے پاؤں تک مجھ پر تیرے احسان ہیں۔ ہمیشہ تیرا فضل بارش کی طرح مجھ پر برسا ہے۔ تُو نے اِس عاجزہ کو چار لڑکے عطا فرمائے ہیں۔ یہ تیری عطا ہے اور تیرا نمایاں فضل ہے۔

اے میرے پیارے! تیرے احسانوں کو کیسے بیان کروں؟۔ میرے جاناں! مجھ پر تیرا بے حد کرم ہے۔ تُو نے مجھے تخت شاہی پر بٹھادیا ہے اور مجھ پر تیرا احساں دین اور دنیا دونوں پہلوؤں میں ہوا ہے۔ میرے پاس وہ زباں کہاں ہے! جس سے تیرا شکر ادا کرسکوں۔ کہ مَیں تو کچھ چیز ہی نہیں اور تیرا رحم بے شمار ہے۔ اپنے فضل سے مجھے ہر ایک آفت سے بچالے۔ ہم نے تیرا دامن اپنے ہاتھ میں صدقِ (دل) سے تھام رکھا ہے۔ اے پیارے! میری اولاد کو تُو ایسا کردے کہ وہ اپنی آنکھوں سے تیرا روشن چہرہ دیکھ لیں۔ اب مجھے زندگی میں اُن کی مصیبت نہ دکھا۔ میرے گناہ اور جو بھی تیری نافرمانی ہوئی ہو، وہ تُو بخش دے۔ ان پر یہ فضل کر کہ یہ اِس جہاں کے کیڑے نہ بنیں۔ ان میں سے ہر کوئی تیرا فرمانبردار کہلائے۔

میری یہ خواہش میری کسی تدبیر سے پوری نہیں ہوسکتی۔ یہ تو صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب سارا ساماں تیری طرف سے ہو۔ زمین و آسمان، دونوں میں تیری ہی بادشاہی ہے۔ ہر ایک چیز پر ہر آن تیرا ہی حکم چلتا ہے۔ میرے پیارے! جو صبر مجھ میں پہلے تھا، وہ اب نہیں رہا۔ تیرا نام رحمٰن ہے اس لئے تُو مجھے اب دکھوں سے بچالینا۔ اے میرے آقا! مجھے ہر وقت مصیبتوں سے بچانا۔ یہاں صرف تیرا حکم ہی چلتا ہے، یہ زمین بھی تیری ہے اور زمانہ بھی تیرا ہے۔

(اخبار "الحکم". ۱۷/نومبر ۱۹۰۰ء)

اب دعاؤں کے متعلق اصولی تعلیم۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سَیل ہے پر آخر کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں ست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی ہے اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کردیتی ہے۔ اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنادیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جائے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا"۔ (لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۲،۲۲۳)

❁❁❁......❁❁❁......❁❁❁

## محمدی مسیح کے منکر

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ایک غیر احمدی مولوی نے ہماری دعوت کی۔......... وہ میزبان خود تو پنکھا جھلنے کھڑا ہو گیا اور دوسرے مولوی کو پہلے ہی سے ہم سے بحث کرنے کو لا کر ہمارے پاس بٹھا دیا تھا۔ بہت سی باتیں نرمی اور محبت کی کرتا رہا کہ ہم تو عیسیٰ کو مرا ہوا مانتے ہیں اور مرزا صاحب کو بڑا راستباز جانتے ہیں اور بھی سب باتوں کو مانتے ہی ہیں گویا آپ کے مرید ہی ہیں۔ مولوی صاحب ذرا چھوٹا سا مسئلہ بتایئے کہ جو شخص مرزا صاحب کو نہ مانے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ایک طرف موسیٰ علیہ السلام ہیں، دوسری طرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر ایک طرف موسوی مسیحؑ ہیں اور دوسری طرف محمدی مسیحؑ۔ موسیٰ علیہ السلام کے منکر کو کیسا سمجھنا چاہئے آپ جانتے ہی ہیں۔ پھر حضرت محمد ﷺ کے منکر کو کیا سمجھنا چاہئے یہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ اسی طرح موسوی مسیح کے منکر کو بھی جو کچھ سمجھتے ہیں اس کے مقابلہ میں محمدی مسیح کے منکر کو کیسا سمجھیں یہ آپ خود ہی تجویز فرما سکتے ہیں۔ یہ سن کر اپنے لڑکے سے کہنے لگا "جلدی سے کھانا، ان سے بحث کرنا کوئی معمولی بات نہیں"۔

## بقیہ:خطاب جلسہ سالانہ از صفحہ اول

دیتا تھا کہ اس میں لکھا ہے۔ تو میں نے وہاں سکھر میں ایک احمدی تلاش کیا اس کا نام محمد حیات تھا وہ چنیوٹ کا رہنے والا تھا۔ اس سے میں نے جاکر دریافت کیا کہ تمہارے پاس براہین احمدیہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہے۔ تو میں نے اس سے کہا ذرا کھول کر دکھائیں جہاں کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ میں خدا ہوں۔ جب انہوں نے کتاب کھول کر دیکھی تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ خدا میرے میں ہے اور میں خدا میں ہوں۔ میں نے یہ بات کتاب میں سے جاکر شیخ صاحب کو دکھائی اور زبانی میں نے کہا یہ بات تو معمولی سی ہے جو آدمی شیطانی خیالات کا ہوتا ہے اسے تو ہمارے ملک میں مجسم شیطان بھی کہہ دیا کرتے ہیں۔ تو جو رحمانی خیالات کا انسان ہے اس آدمی میں اگر رحمانی خیالات کی باتیں پائی جائیں تو یہ کیا بڑی بات ہے۔ تو وہ مجھے جواب میں کہتا ہے کہ لو بھائی یہ بھی مرزائی ہو گیا ہے۔ تو میں نے ان سے جواب میں کہا کہ شیخ صاحب مرزائی تو بہت اچھی چیز ہے۔ مرزائی تو ہمارے ہاں روئی دار واسکٹ کو کہتے ہیں۔ اگر کسی کو نمونیہ ہو جائے تو اسکے گلے میں ڈالنے سے آرام آ جاتا ہے۔ تو وہ سب میری باتوں پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے۔ لو بھائی یہ بھی مرزائی ہو گیا ہے۔ میرے ساتھ ہنسی کرنے لگے۔ میں اس کے بعد اپنی دکان پر چلا گیا۔ اس دن کے بعد رات کو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ امام مہدی آخرالزمان جو آنے والا تھا وہ آ گیا ہے۔

پھر اسکے بعد میں ایک دفعہ قادیان آیا تو راستے میں بٹالہ میں رات کے گیارہ بجے اترا تو وہاں کوئی جگہ نہیں تھی ٹھہرنے کے لئے۔ تو میں حیرانگی سے مسافر خانہ کے برآمدہ میں کھڑا ہو گیا کہ یا اللہ میں اب کہاں جاؤں۔ لوگ جو گاڑی سے اترے تھے وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے پھر اسکے بعد ایک آدمی نکلا اور اس نے کہا کہ آپ نے کہاں جانا ہے تو میں نے کہا کہ میں نے جانا تو سکھر تھا لیکن اب میرا یہ ارادہ ہوا ہے کہ میں حضرت امام مہدی آخرالزماں کی زیارت کر کے جاؤں۔ تو اس نے کہا کہ سکھر میں ایک آدمی بنام حسین بخش ہے آپ اس کو جانتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ ہاں میں اسکو جانتا ہوں۔ اس نے کہا کہ چلو اس کے مکان پر ٹھہریں صبح آپ چلے جانا۔ میں اسکے ساتھ چلا گیا تو حسین بخش کے دروازہ پر دستک دی تو وہ باہر آیا اور بہت خوشی سے ملا۔ رات میں اس کے مکان پر ٹھہرا۔ صبح جب میں وہاں سے اٹھ کر قادیان روانہ ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میں آپکو نہ جانے دوں گا جب تک آپ میرے مکان پر کھانا نہ کھالیں۔ پھر بازار گیا اور سبزی وغیرہ لاکر اور پکا کر مجھے روٹی کھلائی۔ پھر مجھے وہ یکے پر بٹھانے کے واسطے آیا تو تیلی دروازہ کے باہر ایک یکہ کھڑا تھا۔ تو اسکا مالک کہہ رہا تھا کہ کوئی قادیں جانے والی سواری ہے، قادیں کی سواری ہے۔ میں نے یکہ والے سے پوچھا آپ کیا کرایہ لیں گے قادی کا؟ تو اس نے کہا ڈھائی آنے کرایہ ہے۔ میرے سے پہلے دو سواریاں یکے پر بیٹھی تھیں۔ تیسرا میں بیٹھ گیا یکے والے نے گھوڑا چلا دیا۔ ان میں سے ایک آدمی تھا جسکی بہت لمبی داڑھی تھی مہندی لگائی ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کس جگہ جانا ہے۔ میں نے کہا امام مہدی کی زیارت کرنے جانا ہے۔ وہ کہنے لگا پتا نہیں لوگ یہاں کیوں آتے ہیں لوگوں کے دماغوں کو کیا ہو گیا ہے وہ بٹالہ سے قادیان تک یہی باتیں کرتا رہا اور میں استغفار اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ پڑھتا آیا۔ تو قادیان جب اڈے خانہ پر اترے، آگے آگے وہ چلا پیچھے پیچھے میں چل پڑا۔ مسجد مبارک کے نیچے جہاں لیٹر بکس لگا ہے۔ وہ تو مرزا گل کے احاطہ کی طرف ہو گیا۔ اور ایک آدمی مجھے ملا اور اس نے کہا کہ آپ نے کہاں جانا ہے۔ تو میں نے کہا کہ میں نے حضرت نورالدین صاحب کو ملنا ہے۔ تو میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ میرے آگے آگے کون جا رہا تھا تو اس نے کہا کہ یہ مرزا امام الدین ہے۔

پھر میں حضرت مولوی صاحب کے پاس چلا گیا۔...... تھوڑی دیر بعد میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ حضرت صاحب مسجد میں آ گئے ہیں۔ میرا بازو حضور نے پکڑ کر کہا کہ جو لوگ آگے بڑھتے ہیں وہ آگے بڑھ جاتے ہیں، جو پیچھے رہتے ہیں وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ہمیشہ آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ...... پھر میں نے حضور کی بیعت کی اور میں حضور کو اپنے بچپن کے حالات سناتا رہا اور حضور سنتے رہے۔ ایک تو میں نے عرض کیا کہ ایک میرا چھوٹا بھائی بھی ہے اس کے واسطے دعا کریں کہ وہ احمدی ہو جائیں۔ میں نے اس کے واسطے اخبار بدر بھی جاری کرایا ہے اور جو حضور کی کتب مجھے ملتیں وہ بھی میں اسے دے دیتا اور وہ اسکو ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ اس میں جادو بھرا ہوا ہے اور جو پڑھتا ہے مرزائی ہو جاتا ہے۔ حضور دعا فرمادیں کہ وہ سلسلہ حقہ میں داخل ہو جاوے۔ حضور نے فرمایا کہ آپکے ارادے نیک ہیں خدا آپکو بڑی کامیابی دے گا۔ پھر حضور نے میری طرف نظر اٹھا کے دیکھا تو میری ایک آنکھ خراب تھی اور سرخ ہوئی ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ آپکی آنکھ کب سے خراب ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ یہ بچپن سے میری آنکھ خراب ہے۔ ایک دفعہ کوہ مری پہاڑ پر گیا تھا اور مجھے آرام آ گیا تھا بعد میں پھر ویسی حالت ہو گئی۔ حضور نے کہا کہ آپ کا کام کوہ مری میں اچھا چل سکتا ہے آپ کوہ مری میں کام کیا کریں تو میں نے عرض کیا کہ حضور میں اب سکھر میں کام کرتا ہوں۔ محنتی آدمی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بہت مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ سکھر اور کوہ مری کا چھ یا سات سو میل کا فاصلہ ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ شفا دے گا تو معاً مجھے (میری) آنکھ کو بالکل آرام ہو گیا۔...... پھر اس کے کچھ مدت بعد حضور لاہور میں تشریف لے گئے۔ ایک دن حضور کی ملاقات کے لئے ڈپٹی کمشنر اور پولیس کپتان آئے اور انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم ملاقات کے واسطے آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے زیادہ فرصت نہیں ہے ایک دو منٹ کے واسطے مل سکتا ہوں۔ سیڑھی میں کھڑے ہو کر حضور نے ان کی ملاقات کی۔

یہ جو کہتے ہیں کہ انگریزوں کا لگایا ہوا پودا یہ حال تھا۔ اپنے غریب صحابہ کے لئے آدھا آدھا گھنٹہ، گھنٹہ گھنٹہ بھی بیٹھ جایا کرتے تھے اور سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر ڈپٹی کمشنر اور پولیس کے کپتان سے بات کی۔

حضور نے فرمایا "ہماری حفاظت خدا کر رہا ہے۔ آپ جس طرح مناسب سمجھیں اپنا فرض ادا کریں"۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔

پھر ایک دن حضور دن کے ڈھل ۲ بجے آئے۔ گھڑی کا ٹائم ٹھیک کرنے کے واسطے۔ گھڑی رومال میں بندھی ہوئی تھی۔ نکال کر ٹائم ٹھیک کیا پھر اوپر چلے گئے۔ ایک دفعہ پھر میں قادیان آیا تو حضور کو ایک آدمی خط سنا رہا تھا۔ سیالکوٹ سے کسی احمدی کی طرف سے آیا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ حضور میر اکرم کہتے ہیں کہ برات کے ساتھ باجا بھی لاؤ اور آتش بازی بھی لاؤ۔ حضور نے فرمایا کہ باجا تو ایک بطور اعلان کے ہے اس کا تو کوئی گناہ نہیں اور آتش بازی ایک مکروہ چیز ہے۔ اس واسطے حضور نے فرمایا کہ اسے لکھ دو کہ باجا ہم لے آئیں گے اور آتش بازی کے خیال کو آپ چھوڑ دیں۔

اس دفعہ جب آیا تو کھڑکی کے راستے حضور جب مسجد میں تشریف لائے تو لوگ استقبال کے واسطے اٹھے تو ایک پٹھان تھا جو درد نقرس سے بیمار تھا اور دو سوٹوں سے چلتا تھا اس کے کھڑا ہونے میں کچھ دیر ہو گئی۔ تو حضور جب باہر نکلے تو حضور کا پاؤں اس کے پاؤں پر آیا تو اس طرف کی اس کی تمام دردیں اچھی ہو گئیں۔ کچھ دیر بعد جب حضور اندر جانے لگے تو اس نے کہا کہ حضور ہے تو بے ادبی کی بات مگر میرے دوسرے پاؤں پر پاؤں رکھ دیں۔ حضور اس کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر چلے گئے۔ بعد میں اس نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ سے چھ ماہ ہو گئے علاج کروا رہا ہوں کچھ اچھی طرح سے آرام نہیں آیا تھا آج یہ واقعہ ہوا ہے کہ جب حضور براستہ کھڑکی مسجد میں تشریف لائے تو میرے پاؤں پر پاؤں آ گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس طرف کی تمام دردیں دور ہو گئی ہیں۔ تو حضور نے جواب میں فرمایا کہ بھائی وہ تو خدا کے رسول ہیں۔ میں تو معمولی حکیم ہوں میں نے تو دوا دارو ہی دینا ہے۔

(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۹۷ تا ۱۰۳)

## حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ

### ابن چودھری عطرالدین صاحب سکنہ کھیوہ

سن ولادت ۱۸۵۵ء۔ ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء میں بیعت کی۔ ۲۶/نومبر ۱۹۴۶ء کو آپؓ نے وفات پائی۔

آپ مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے مرید تھے جن سے ان کے کشوف والہام بھی سنا کرتے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ الہام کیا تو مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ کے دل میں حضرت اقدس علیہ السلام کی محبت داخل ہو گئی۔ ۱۸۹۷ء میں آپؓ نے ایک خواب دیکھنے کے بعد تحریری بیعت کی اور کچھ عرصہ بعد قادیان جاکر زیارت کا شرف پایا۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ ایک زمیندار نے قرض اترنے کے بارہ میں حضور سے درخواست دعا کی تو آپؑ نے فرمایا استغفار کرو، دعائیں مانگو۔ اللہ تعالیٰ فصل میں برکت دے گا، اپنا فضل کرے گا، قرض اتار دے گا"۔

آپؓ ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ:

"ضلع شیخوپورہ میں ایک گاؤں جو کہ سید والا سے قریب ہے۔ اس کا نام 'ڈھونی' ہے۔ اس گاؤں کے ساتھ ہی میرے خاندان کی کچھ زمین ہے۔ میں وہاں گیا۔ وہاں ایک مجھے پرانا احمدی ملا جس کا اسم شریف میاں نور محمد تھا۔ میاں نور کہہ کر لوگ ان کو بلاتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ میاں صاحب یہاں جنگل میں آپ کو حضرت مسیح موعود کا کس طرح پتہ لگ گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہاں فرید والا کے ایک مست بزرگ تھے، میں ان کا مرید تھا۔ جب مرزا صاحب کا نام سنا تو میں نے ان سے ذکر کیا کہ لوگ مرزا صاحب کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت یہ کیا بات ہے۔ وہ بزرگ بولے کہ مرزا صاحب سچے ہیں، آپ ان کی بیعت کریں۔ میں نے کہا کہ آپ کی بیعت کی ہوئی ہے، ٹوٹ جائے گی۔ فرمایا ہماری بیعت محض محبت کی ہے، یہ نہیں ٹوٹتی۔ اب زمانہ کا مالک آ گیا ہے سب کو اسی کی بیعت کرنی چاہئے۔ میں نے باطن میں بیعت کی ہوئی ہے۔ زندہ رہا تو ظاہر میں بھی بیعت کروں گا۔...... پھر میں سید والا میں مولوی جمال الدین صاحب کے پاس گیا۔ ان سے میں نے مرزا صاحب کے متعلق سوال کیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر میں سچ سچ بتاؤں گا تو تو جمعہ پڑھنے نہیں آئے گا۔ میں نے کہا، آپ ضرور سچ بتائیں میں ضرور آیا کروں گا۔ انہوں نے کہا مرزا صاحب سچے ہیں۔ میں نے بیعت کی ہوئی ہے۔ میں نے کہا جب آپ قادیان جانے کا ارادہ کریں تو مجھے بھی خبر دیں، میں ضرور ساتھ چلوں گا۔ جب مولوی صاحب نے خبر دی تو میں قادیان ان کے ساتھ گیا۔ جب قادیان پہنچے تو میں نے مولوی صاحب کو کہا اب آپ میرے پیچھے چلیں، میں نے خواب میں سارے مکان دیکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کو سارے مکان دکھائے۔ اب وہ میاں نور صاحب وفات پا چکے ہیں۔ اللہ انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے"۔ (روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۱۰ صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۲)

## حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ

### ابن حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ رئیس لاہور

آپ ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سن بیعت ایک روایت کے مطابق ۱۸۹۷ء اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۱۹۰۰ء ہے۔ آپ نے اپنے والد محترم کی تحریک اور اپنے ایک خواب کی بناء پر سیدنا حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق پائی۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ امرتسر میں بسلسلہ ملازمت گزارا جہاں آپ چیف مکینیکل ڈرافٹسمین کے عہدہ پر فائز تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ آپ نے اپنے پیچھے آٹھ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے۔

آپ روایت بیان کرتے ہیں:-

"لاہور میں ایک غیر احمدی کا لڑکا جو ریلوے میں ملازم تھا آریہ خیالات کا ہو گیا۔ اس کے والدین کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی اور وہ اس کو بیگم شاہی مسجد کے ایک مولوی کے پاس لے گئے۔ اس نے مولوی صاحب کے سامنے جب چند آریوں کے اعتراضات پیش کئے تو وہ بہت طیش میں آگیا اور اس کو مارنے کے لئے دوڑا۔ جس پر وہ نوجوان اپنی پگڑی وغیرہ وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ لوگ بھی اس کے پیچھے بھاگے۔ لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک احمدی احمد الدین صاحب جو رفوگری کا کام کرتے تھے، وہ بھی ساتھ ہو لئے اور اس کے مکان تک ساتھ گئے۔ اصلی واقعہ معلوم کرنے کے بعد وہ میرے پاس آیا اور مجھے اس کے حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ اس کو ضرور ملنا چاہئے اور اس کے خیالات کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہئے۔ چنانچہ میں ان کے ہمراہ اس کے مکان پر گیا۔ پہلے تو وہ گفتگو ہی کرنے سے گریز کرتا تھا اور صاف کہتا تھا کہ میں تو آریہ ہو چکا، مجھ پر اب آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اور اس نے گوشت وغیرہ ترک کر کے آریہ طریق اختیار کر لیا ہوا تھا۔ ان کی مجالس میں جاتا اور ان کی عبادات میں شریک ہوتا تھا۔ میرے بار بار جانے اور اصرار کرنے پر وہ کسی قدر مجھ سے مانوس ہوا۔ جب وہ سیر کو جاتا تو میں بھی اس کے ہمراہ ہو جاتا۔ بعض اوقات میں اس کے لئے انتظار بھی کرتا کہ جب وہ سیر کو نکلے گا تو میں اس کے ہمراہ ہو جاؤں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایسٹر کی تعطیلات آگئیں۔ میں نے اسے کہا کہ میرے ساتھ قادیان چلو۔ مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ میں مولویوں کے پاس جانے کو تیار نہیں ہوں۔ اس پر میں نے اس کو بہت سمجھایا کہ قادیان میں کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں۔ اور آپ سے کسی قسم کا بُرا سلوک نہ ہوگا، جو چاہیں اعتراض پیش کریں۔ اور میں ہر قسم کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ آخر بڑے اصرار کے بعد وہ اس پر آمادہ ہو گیا اور میرے ہمراہ قادیان گیا۔ وہاں پر جاکر ہم حضرت مولوی صاحب سے ملے۔ آپؓ نہایت شفقت سے پیش آئے اور فرمایا کہ آپ جو چاہیں اعتراض کریں جواب دیا جائے گا۔ میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ حضور انہوں نے گوشت وغیرہ ترک کر دیا ہوا ہے اور ہندووانہ طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے اپنے گھر سے مونگی کی دال اور چند روٹیاں مہمانخانہ میں اس کے لئے بھجوا دیں۔ اس بات سے وہ بہت متاثر ہوا۔ اس دن ظہر کی نماز کے لئے جب میں گیا تو اس کو ساتھ لے گیا۔ نماز کے بعد حضور مسجد مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ ان دنوں حضور آریوں کے متعلق کوئی تصنیف فرما رہے تھے۔ چنانچہ اس وقت حضرت صاحب نے آریہ لوگوں کے اعتراضات کا ذکر مجلس میں کر کے ان کے جوابات دئے۔ اس کا اس پر بہت اثر ہوا اور اس کے بہت سے اعتراضات خود بخود دور ہو گئے۔ اور اسلام سے بھی ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ عصر کی نماز کے بعد میں ان کو حضرت مولوی صاحب کے درس القرآن میں لے گیا جو مسجد اقصیٰ میں ہوتا تھا۔ اس کے بعد ہم دونوں مولوی صاحب کی خدمت میں گئے۔ اور میں نے عرض کی کہ حضور انہیں کچھ سمجھائیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان کو جو اعتراض ہے وہ کریں۔ اس پر اس نے گوشت خوری کے متعلق دریافت کیا جس کا جواب مولوی صاحب نے نہایت عمدہ طریق پر اسے دیا اور اس کی اس سے تسلی ہو گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد پھر ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں مسجد مبارک میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام شہ نشین پر بیٹھ کر گفتگو فرماتے رہے۔ لوگ عموماً مولوی عبد الکریم صاحب کی معرفت سوال و جواب کرتے تھے۔ چنانچہ یہ گفتگو وہ سنتا رہا۔ اس کے بعد اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ دوسرے دن نماز ظہر کے وقت اس نے بھی وضوء کیا اور جاکر نماز ادا کی۔ اس دن پھر مولوی صاحب کا درس سنا اور تیسرے دن اس آریہ دوست نے حضورؑ کی بیعت کر لی اور پھر اسلام میں داخل ہوا اور اب انہیں اسلام کے ساتھ ایسا انس پیدا ہو گیا ہے کہ وہ آریہ سماج کی مجلسوں میں جاکر اسلام کی خوبیاں بیان کرتا ہے اور آریہ کے اعتراضات کا جواب دیتا ہے۔ اس کے بعد میں کافی عرصہ تک اسے دیکھتا رہا کہ وہ ہمارے ساتھ نمازیں ادا کرتا تھا اور عید وغیرہ پڑھا کرتا تھا"۔

آپ مزید بیان فرماتے ہیں:

"قادیان میں جن دنوں آریہ سماج نے پہلا جلسہ کیا تو اُس وقت میرے ایک دوست دیودت نے کہا کہ اگر آپ قادیان چلیں تو مَیں بھی آپ کے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ چنانچہ مَیں تیار ہو گیا اور ہم دونوں قادیان پہنچے۔...... اس جلسہ میں ایک آریہ لیکچرار جو لکھنؤ کی طرف سے آیا ہوا تھا۔ وہ جب لیکچر دینے کے لئے کھڑا ہوا تو اسلام پر اس نے بہت گندے اعتراضات کرنے شروع کئے اور متکبرانہ لہجہ میں کہا کہ اگر مرزا صاحب میں کوئی طاقت ہے تو میں جو اس زور شور سے بول رہا ہوں وہ میری زبان بند کر دیں۔ چنانچہ چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اس کے دل پر خوف سا طاری ہوا اور وہ خاموش ہو گیا۔ اس پر آریہ لوگ اسے وہاں سے باہر لے گئے۔ اس کے بعد اس کی حالت یہاں تک خراب ہو گئی کہ علاج کے لئے بٹالہ لے جانا پڑا۔ میرا ہندو دوست بھی اس کے ساتھ بٹالہ آگیا۔ میں نے جب آریہ سماج سے اس کے متعلق دریافت کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ بٹالہ آگیا ہے تو میں بھی بٹالہ پہنچا۔ جب آریہ سماج سے جاکر اسکے متعلق دریافت کیا اور اس کی جگہ پر جاکر اس کو ملا۔ تو معلوم ہوا کہ آریہ پنڈت کی حالت بہت خراب ہے۔ میرے دوست نے مجھے کہا کہ چونکہ حالت اچھی نہیں ہے اور آریہ لوگوں میں ایک جوش ہے اس لئے آپ کا یہاں پر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے......"۔(روایات صحابہ رجسٹر نمبر گیارہ. صفحہ ۳۰ تا۳۶)

## حضرت ملک نادر خان صاحبؓ

### ابن ملک جہان خان صاحب سر کالکر ضلع جہلم

آپؓ کے سن ولادت کا علم نہیں ہو سکا۔ آپ فرماتے ہیں: جب میں نے ۱۸۹۷ء میں بذریعہ چٹھی بیعت کی اس وقت افریقن پولیس (ممباسہ ایسٹ افریقہ) میں ملازم تھا۔ بھائی محمد افضل صاحب مرحوم نے احمدیت کا بیج اس ملک میں بویا۔ بابو محمد اسحاق صاحب بھیروی اوورسیئر میری بیعت کے محرک تھے۔ میرے ساتھ دو دوسرے دوستوں نے بھی بیعت کی چٹھیاں لکھیں۔ ان کے نام بدر دین ٹھیکیدار اور فضل دین قصاب تھے لیکن ان کو جہاں تک مجھے علم ہے بیعت کی منظوری کی اطلاع نہیں ملی تھی، نہ ان کے حالات میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی تھی۔ صرف مجھے بیعت کی منظوری کی چٹھی ملی تھی اور اس وقت سے میرے اندر خود بخود گناہ چھوڑ دینے اور نیکی پر چلنے کی تحریک پیدا ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ تھا۔

سال ۱۹۰۱ء میں قادیان پہنچ کر آنحضورؑ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اس وقت محاسب کے دفتر کے سامنے والی گلی بند تھی اور حضرت اقدس نے مسجد مبارک والے حصہ میں چھت پر بیعت لی تھی۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے آنحضورؑ سے درخواست کی تھی کہ یہ دوست جانے والے ہیں، بیعت لی جائے۔ چنانچہ آنحضورؑ نے اسی وقت مغرب کے بعد بیعت لے لی۔(رجسٹر روایات نمبر ۵ صفحہ ۷۲، ۷۳)

## حضرت ملک برکت علی صاحبؓ

### ابن ملک وزیر بخش صاحب سکنہ گجرات

آپ گجرات میں ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں تحریری بیعت کی اور ۱۹۰۱ء میں دستی بیعت کی سعادت پائی۔

یہ جو میں تفصیل سے تعارف کروا رہا ہوں اس کی ایک بڑی غرض یہ ہے کہ ان سب کی اولادیں اس وقت دنیا میں ہر طرف پھیلی پڑی ہیں۔ ان کو معلوم ہو کہ وہ کن بزرگ آباء کی اولاد ہیں اور وہ اپنے بچوں میں بھی ان کے تذکرے کرتے رہیں۔

گجرات میں تعلیم حاصل کر کے لاہور محکمہ نہر میں ملازم ہو گئے۔ یہاں دفتر کے کلرک جو پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کی بیعت میں تھے ان کی تحریک پر آپ نے بھی سید جماعت علی شاہ صاحب کی بیعت کر لی۔ پیر صاحب کی بیعت اور ان کے بتائے ہوئے مجاہدات پر عمل کرنے کے باوجود طبیعت پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اسی دوران اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر کے ایک غیر احمدی دوست میاں شرف الدین صاحب نے آپ کو وقفہ وقفہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چار مختلف کتب پڑھنے کو دیں۔ آپ نے ایک دو مرتبہ پیر صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کیا تو پہلے تو پیر صاحب نے کہا کہ ہم مرزا صاحب کو نہ اچھا کہتے ہیں نہ بُرا۔ لیکن دوسری مرتبہ ساتھ یہ بھی کہا "مگر نہ ان کی کوئی کتاب پڑھو اور نہ وعظ سنو"۔ آپ نے پیر صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضرت مرزا صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے تو پیر صاحب نے جوش میں آکر کہا ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کی کتب کا مطالعہ کریں۔ علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ جو لگا دیا ہے۔ حضرت ملک صاحب کو پیر صاحب کی یہ بات بہت عجیب لگی۔ چنانچہ آپ پیر صاحب سے بدظن ہو گئے اور واپس آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت سے متعلق تحقیقات میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے عبد اللہ آتھم اور پھر لیکھرام کے متعلق فریقین کے اشتہارات اور تحریرات فائل میں محفوظ کرنی شروع کر دیں اور ان واقعات کے گزرنے کے بعد آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق اطمینان ہو گیا اور آپ نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اپنے خاندان میں آپ نے سب سے پہلے احمدیت قبول کی۔

۱۹۲۷ء میں اپنی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ عرصہ دراز تک جماعت احمدیہ گجرات کے جنرل سیکرٹری اور پھر امیر رہے۔ آپ نے ہمیشہ تبلیغ دین کو اپنی غذا بنائے رکھا۔ چنانچہ آپ کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو سلسلہ میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ خصوصاً آپ کے خاندان اور متعلقین کا اکثر حصہ آپ کی تبلیغ سے ہی احمدیت میں داخل ہوا۔

آپ نے ۲۰/ دسمبر ۱۹۵۱ء کو وفات پائی۔ پسماندگان میں آپ کی بہترین یادگار حضرت ملک عبد الرحمان صاحب خادم "خالدِ احمدیت" تھے۔ دیگر اولاد میں ملک فیض الرحمان صاحب فیضی امریکہ میں آباد ہیں جو کہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب کے داماد ہیں۔

روایت: "میں بیعت کرنے کے لئے امرتسر سے انٹر کلاس میں سوار ہوا۔ میرے کمرہ میں ایک شخص اور بھی تھا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ قادیان جا رہا ہوں۔ میں نے کہا کیا آپ احمدی ہیں؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے پوچھا پھر کس غرض سے آپ قادیان جا رہے ہیں۔ اس نے کہا میرا قصہ بہت لمبا ہے۔ میں نے کہا آپ سنائیں تو سہی۔ اس نے پھر کہا کہ میرا قصہ بہت لمبا ہے۔ میں نے کہا ہم دونوں فارغ ہیں آپ سنائیں، سفر کٹ جائے گا۔ اس پر اس نے کہا کیا آپ اتنا لمبا قصہ سنیں گے؟۔ میں نے کہا اچھی طرح سنوں گا، آپ سنائیں۔ اس نے جیب سے ایک فیصلہ کی نقل نکالی اور میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں نے کہا کہ آپ بتائیں کہ یہ کیا فیصلہ ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ میں ملٹری میں

صوبیدار تھا۔ وہاں ایک لاکھ روپیہ کے قریب غبن ہو گیا اور سب کچھ میرے دستخطوں سے ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں اور تین چار اور آدمی حوالات میں ہو گئے اور مقدمہ عدالت میں چلا گیا۔ اس عرصہ میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میرے اور دو دوست ایک سڑک پر جا رہے ہیں۔ میں یکا یک دائیں طرف ایک گند کے گہرے گڑھے میں گر گیا ہوں اور اس میں غرق ہوتا جا رہا ہوں۔ ان دوستوں سے میں نے مدد چاہی مگر وہ ہنستے ہوئے آگے چلے گئے حتی کہ میں منہ تک اس گندگی میں غرق ہو گیا۔ اس پر ایک بوڑھے شخص نے آکر میری طرف ہاتھ لمبا کیا اور کہا کہ میرا ہاتھ پکڑ کر باہر آ جاؤ۔ میں نے ہاتھ پکڑ لیا اور سہارا لے کر کہا کہ آپ بوڑھے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ مجھے نکالتے نکالتے خود بھی اس میں گر جائیں۔ اس نے کہا کہ نہیں، اور مجھے کھینچ کر باہر نکال دیا اور خود آگے کو چل پڑا۔ میں نے پیچھے سے آواز دی کہ ذرا ٹھہریں۔ مجھے بتائیں کہ آپ کون ہیں۔ مگر انہوں نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ اس پر میں ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وہ ایک مسجد میں گئے اور وہاں نماز ہو رہی تھی وہ اس میں شامل ہونے لگے۔ میں نے کہا مہربانی فرما کر مجھے تو بتلائیں کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نماز ہو رہی ہے، نماز میں شامل ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں گندگی سے بھرا ہوا ہوں میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کنواں پاس ہے، نہا لو اور شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور جماعت میں شامل ہو گیا۔ جب سلام پھیرا تو میری آنکھ کھل گئی۔ اس جماعت میں ایک امام تھا اور میرے علاوہ دو مقتدی اَور تھے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جس نے مجھے باہر نکالا تھا۔

اس خواب کے بعد میں تو بری ہو گیا اور باقیوں کو سزا ہو گئی۔ بری ہونے کے بعد میں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور اس فکر میں گھومتا رہا کہ معلوم کروں کہ وہ کون شخص تھا جس نے مجھے گندگی سے نکالا اور امام کون تھا جس نے نماز پڑھائی تھی۔ میں اب پیروں اور فقیروں کے پاس جا کر اس شخص کی تلاش کرتا رہا۔ کافی دیر تک گھوما مگر مجھے اس شخص کا پتہ نہ لگا۔ اس اثنا میں میں چاچڑاں شریف گیا اور پیر غلام فرید صاحب سے ملاقات کی۔ ان کو دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا کہ یہ شخص مقتدیوں میں سے ایک ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا اور سوال کیا کہ آپ بتائیں کہ مجھے کس شخص نے نکالا تھا اور امام کون تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ نکالنے والا بنی ضلع گجرات میں رہتا ہے اور متصل تھانہ پولیس ایک پہاڑی میں اس کا قیام ہے۔ میں نے اتنا ہی سنا تھا کہ چل پڑا۔ اس خوشی میں امام کے متعلق میں نے سوال نہ کیا اور یہ خیال کیا کہ اس شخص سے ہی امام کے متعلق دریافت کر لوں گا۔ میں جب بنی میں پہنچا تو پولیس کی چوکی سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا۔ اب یہ رؤیا کیسے لفظاً لفظاً پوری ہو رہی ہے۔ رؤیا میں دیکھا ہے اور جا کر پولیس چوکی سے دریافت کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس پہاڑی میں ایک فقیر رہتا ہے جس کو دو وقت کھانا ہم بھیجتے ہیں۔ میں اس فقیر کو جا کر ملا۔ میں نے فوراً ہی پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے مجھے اس گندگی سے نکالا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ مجذوب تھا۔ میں نے اسے دبانا شروع کر دیا۔ دن کو کھانا گاؤں سے جا کر کھا آتا اور پھر اس کے پاس جا کر اسے دبانے لگ جاتا۔ اس حالت میں مجھے کچھ دن گزر گئے۔ ایک دن اس نے آنکھ کھولی اور پوچھا کہ کیا کہتا ہے۔ میں نے اسے تمام ماجرا سنایا اور پوچھا کہ آپ فرمائیں کہ وہ امام کون ہے۔ اس نے کہا کہ "گھبرانا نہیں چاہئے، وہ مل جائے گا"۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ تک میں دباتا رہا۔ پھر ایک دن انہوں نے آنکھ کھولی۔ میں نے پھر وہی سوال کیا۔ انہوں نے پھر وہی جواب دیا اور خاموش ہو گئے۔ میں گھبرا گیا اور دل میں خیال کیا کہ چاچڑاں شریف والوں سے ہی دریافت کر لیتا تو اچھا تھا۔ چنانچہ پھر چاچڑاں شریف گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ پیر غلام فرید صاحب تو انتقال فرما چکے ہیں۔ ناچار پھر واپس آیا۔ جب یہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ مجذوب صاحب بھی فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر میں بہت گھبرایا اور پریشانی کی حالت میں اس امام کی تلاش کرنے لگا۔ اس تلاش میں قریباً دو سال گزر گئے۔ میرے ضلع جھنگ میں مربعے ہیں اور وہاں خان محمد افضل خان صاحب ڈپٹی کمشنر ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ اتنا عرصہ آپ نے تلاش کی ہے۔ کیا قادیان میں جو مرزا صاحب ہیں اُن کو بھی دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا ممکن ہے وہی ہو۔

اُس شخص کے واقعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ مزید لکھتے ہیں کہ (اُس شخص نے کہا کہ) اس لئے میں اب قادیان جا رہا ہوں۔ اس پر مَیں نے اس کو تبلیغ کرنا شروع کیا مگر اس نے کہا کہ ہزار تبلیغ کرو، میں تو سوائے اس امام کے اَور کسی کی بیعت نہیں کروں گا۔ جب ہم بٹالہ پہنچے تو ایک مسجد میں نماز کیلئے گئے۔ اس نے اپنا بستر میرے سپرد کیا اور آپ پیشاب کے لئے گیا۔ میں نے نماز پڑھی اور اس کا انتظار کیا مگر وہ بہت دیر کے بعد آیا۔ ...... میں خاموش ہو گیا اور اسے کہا کہ نماز پڑھ لو پھر چلیں گے۔ چنانچہ اس نے نماز پڑھی۔ پھر ہم چل پڑے۔ جب قادیان پہنچے تو مہمان خانہ میں ٹھہرے۔ دوسرے دن حضرت اقدس نماز ظہر کیلئے تشریف لائے مگر وہ بے چارہ اپنی بیماری کی وجہ سے جلد فارغ نہ ہو سکا۔ اس روز حضور پھر تشریف نہ لائے۔ دوسرے دن جب تشریف لائے تو وہ شخص پھر بھی موجود نہ ہو سکا لیکن نماز کے ختم ہونے پر پہنچ گیا اور حضرت صاحب کو دیکھتے ہی چلا اٹھا کہ میری مراد آج پوری ہو گئی جس کے لئے میں مدت سے سرگردان تھا وہ یہی ہے۔ پھر اس نے حضرت صاحب کو اپنا تمام واقعہ کھڑے کھڑے سنایا۔ اور اپنی بیماری کا بھی ذکر کیا اور دعا کے لئے بھی درخواست کی اور اسی وقت بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد حضور نے اسے کہا کہ اب آپ کا کیا ارادہ ہے ٹھہرنے کا یا چلے جانے کا۔ اس نے کہا کہ اب تو میں آپ کی بیعت میں ہوں۔ اب ارادہ آپ کا ہے، میرا کچھ نہیں۔ جب تک حضور کی طرف سے حکم نہیں ہو گا، میں نہیں جاؤں گا۔

میں وہاں تین چار روز رہا۔ اس عرصہ میں وہ کہتا تھا کہ اب میری بیماری روپے میں سے چار آنہ باقی رہ گئی ہے۔ پھر میں چلا آیا۔ (روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۱۰ صفحہ ۵۵۷)

## روایت حضرت قاضی منشی محبوب عالم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### ابن میاں غلام قادر صاحب سکنہ لاہور

آپ ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹۸ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی اور ۱۹/جولائی ۱۹۵۶ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت حسین بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی صحابیہ تھیں۔ لاہور میں کچھ عرصہ آپ ٹیوشنز پڑھاتے رہے اور پھر بائیسکل کی دکان پر ملازم ہو گئے۔ بعد ازاں قادیان چلے آئے اور حضرت فضل دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملازم ہو گئے تو بائیسکل سٹور کے مالک کا قادیان خط آیا کہ یہ ہمارا ملازم ہے، دیانت دار آدمی ہے اس کو واپس بھجوا دیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو واپس بھجوا دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جب لاہور تشریف لائے تو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عجائب گھر چھوڑنے کے بعد حضورؑ آپ کی دکان پر تشریف لے گئے۔ تو آپ نے حضور سے عرض کی، حضور اندر تشریف لے آئیں۔ حضور نے فرمایا: "نبی دکانوں میں نہیں بیٹھا کرتے، کرسی باہر لے آئیں یہیں بیٹھیں گے"۔ چنانچہ آپؓ نے کرسی باہر بچھائی اور حضور وہاں تشریف فرما ہوئے۔ حضور اقدس جب بھی لاہور تشریف لاتے آپ حضورؑ کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔

بعد میں اللہ کے فضل سے آپ راجپوت سائیکل ورکس کے نام سے نیلا گنبد میں اپنا الگ کاروبار بھی کرتے رہے۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے چھوڑے ہیں۔

روایات:- "میں جب طالب علم تھا- آٹھویں جماعت میں- تو حنفی اور وہابی لوگوں کی یہاں لاہور میں بہت بحث ہوا کرتی تھی- میں حنفی المذہب تھا- مجھے شوق پیدا ہوا کہ وہابیوں کی مسجد میں بھی جاؤں- چنانچہ میں نے چینیاں والی مسجد میں جانا شروع کیا- جب میں ان کی مجلس میں بیٹھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول کے سوا کچھ نہیں کہتے- میری طبیعت کا رجحان پھر اہلحدیث کی طرف ہو گیا- بعض وقت وہابیوں کی مجلس میں حضرت صاحب کا بھی ذکر آ جایا کرتا تھا کہ وہ کافر ہیں اور ان کا دعویٰ مسیحیت اسلام کے خلاف ہے- طبعاً مجھے پھر اس طرف توجہ ہوئی- چنانچہ ایک شخص حضرت ولی اللہ صاحب ولد بابا ہدایت اللہ کوچہ چابک سواراں احمدی تھے- میں ان کی خدمت میں جانے لگا اور ان سے حضرت صاحب کے متعلق کچھ معلومات حاصل کیں- انہوں نے مجھے استخارہ کرنے کے واسطے توجہ دلائی- چنانچہ ان سے میں نے طریق استخارہ سیکھ کر اور دعائے استخارہ یاد کر کے استخارہ کیا۔ رات کے دو بجے دوسرے روز میں ابھی استخارہ کی دعا پڑھ کر سویا ہی تھا کہ رؤیا میں مجھے کسی شخص نے کہا آپ اٹھ کر دو زانو بیٹھیں- کیونکہ آپ کے پاس حضرت رسول کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں- اور مجھے بھی زینے سے کسی آدمی کے چڑھنے کی آواز آئی چنانچہ میں رؤیا ہی میں دو زانو بیٹھ گیا- اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک نہایت متبرک سفید لباس میں انسان آیا ہے اور انہوں نے ایک بازو سے حضرت مرزا صاحب کو پکڑ کر میرے سامنے کھڑا کر دیا ہے اور فرمایا هٰذَا الرَّجُلُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا- یعنی یہ شخص اللہ کا خلیفہ ہے۔ سنو اور طاعت کرو۔ پھر وہ واپس تشریف لے گئے اور حضرت صاحب میرے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی ایک انگلی اپنی چھاتی پر مار کر کہا "ایہہ اب خلیفہ کیسا اس کو مہدی جانو"- (رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۱)

آپ مزید بیان فرماتے ہیں:

"ان ہی ایام میں سر فضل حسین صاحب ملاقات کے لئے آئے اور خواجہ کمال الدین نے حضورؑ سے عرض کیا کہ میاں فضل حسین ملنے کے لئے آئے ہیں- چنانچہ حضرت صاحب باہر تشریف لائے- گلی میں چارپائی بچھائی گئی- وہاں حضرت صاحب بیٹھ گئے اور ریویو کے متعلق سر فضل حسین نے تجویز پیش کی کہ یہ رسالہ بہت مفید کام کر رہا ہے- ہم چاہتے ہیں کہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو- ہم اس کے روپیہ کا خود انتظام کریں گے، حضور کو کوئی دقت نہ ہو گی- صرف ہم یہ چاہتے ہیں کہ حضور اس میں اپنے الہامات اور دعویٰ شائع نہ فرمایا کریں- حضرت صاحب نے خواجہ کمال الدین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خواجہ صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟ خواجہ صاحب بولے کہ حضرت یہ تجویز مجھے بڑی پسند ہے اور یہ کام مبارک ہے- ہم حضور کے الہام کسی علیحدہ رسالہ میں شائع کر دیا کریں گے- مولوی محمد علی صاحب نے بھی قریب قریب یہی رائے دی- حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا اور حضور نے تقریر فرمائی...... مجھے تو خدا نے اسی لئے بھیجا ہے کہ میں اسلام کو زندہ نشانوں کے ساتھ تازہ کروں- روپیہ کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں- پس وہ شرمندہ ہوئے اور سر فضل حسین ناکام واپس چلا گیا- (رجسٹر روایات نمبر ۹ صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶)

ایک اور روایت آپ کی یہ ہے:

"آپؑ کے آخری سفر لاہور کا ایک واقعہ ہے بلکہ بالکل آخری واقعہ ہی یہ ہے۔ عصر کا وقت تھا، حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ چلو سیر کو چلیں۔ میں باہر برآمدے میں کھڑا سن رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا چند سطریں رہ گئی ہیں پھر ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ حضور کوئی آدھے گھنٹے کے بعد فارغ ہو گئے اور جب باہر تشریف لائے تو ایک صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا آج ہم نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔ پھر فٹن پر سوار ہو کر سیر کو چلے گئے۔ ٹھنڈی سڑک سے ہو کر انارکلی میں آئے۔ حضور نے مجھے حکم دیا کہ کیسری کی دکان پر فٹن کھڑی کرنا۔ جب ہم کیسری کی دکان پر پہنچے، فٹن کھڑی کی۔

حضور نے فرمایا کہ لیمن کی دو بوتلیں تھوڑی برف ڈال کر لائیں۔ چنانچہ دو بوتلیں مع برف حضرت کی خدمت میں پیش کیں۔ ایک حضرت ام المومنین نے اور ایک حضرت صاحب نے نوش فرمائیں۔ حضرت ام المومنین نے مجھے فرمایا کہ وہ دہلی والا کچوریاں بنارہا تھا۔ اس سے دو آنہ کی کچوریاں لائیں۔ چنانچہ میں گیا اور دو آنہ کی کچوریاں لاکر حضرت کی خدمت میں دے دیں۔ پھر وہاں سے لوہاری دروازے سے ہوتے ہوئے ریلوے روڈ پر سیر کرتے کراتے خواجہ کمال الدین کے مکان پر مغرب کے بعد پہنچ گئے۔ پھر میں گھر واپس آیا۔ (روایات صحابہ جلد ۹ صفحہ ۲۲۷ تا ۲۲۹)

آپؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ:

"میرے پیٹ کے بائیں طرف رسولی ہوگئی۔ میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے پاس ہی رہا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اس کا جلدی سے آپریشن کرائیں۔ میں نے ان کو کہا کہ میں حضرت اقدس سے پوچھ کر آپریشن کراؤں گا۔ چنانچہ میں قادیان میں گیا۔ حضرت اقدس مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے۔ میں نے رونی شکل بنائی۔ مایوس تو پہلے ہی تھا۔ عرض کیا کہ حضرت میں تو اب بہت خوفزدہ ہوں۔ ڈاکٹر میرا پیٹ چاک کریں گے۔ پتہ نہیں نتیجہ کیا ہوگا۔ تب حضور نے آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھا۔ حضور کی آنکھوں سے محبت کا اظہار ہو رہا تھا۔ فرمایا کہاں ہے رسولی؟ میں نے کپڑا اٹھایا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی رسولی پر رکھا۔ حضور نے اپنا دست مبارک تین چار دفعہ اس پر پھیرا اور فرمایا تین چار سال تک کوئی آپریشن نہ کرائیں۔ بعض دفعہ رسولیاں بڑھا نہیں کرتیں۔ اگر اس عرصہ کے بعد ضرورت ہوئی تو آپریشن کرالینا۔ چنانچہ اس بات کو اب ۳۶ سال کا عرصہ گزر رہا ہے مگر وہ وہیں کی وہیں ہے، آگے نہیں بڑھی"۔

(روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۹ صفحہ ۲۶۸،۲۶۷)

## حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ

### ولد شیخ بابو جمال الدین صاحب۔ گوجرانوالہ

آپؓ کا سن بیعت و سن زیارت ۱۸۹۸ء ہے۔ آپؓ کی وفات ۲۵/دسمبر ۱۹۸۱ء کو ہوئی۔

آپؓ دو میلی میں سٹیشن ماسٹر تھے کہ وہاں ایک شخص نے حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر کیا۔ آپ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ اس شخص کو ضرور دیکھنا ہے۔ چنانچہ آپ گوجرانوالہ آئے اور وہاں سے قادیان تشریف لے گئے اور حضرت اقدسؑ کا چہرۂ مبارک دیکھ کر بغیر کسی دلیل کے ایمان لے آئے۔ آپ شیخ محبوب عالم خالد صاحب ناظر بیت المال آمد کے خسر تھے۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں اپنے والد صاحب اور منشی مولا بخش صاحبؓ کے ہمراہ قادیان گیا۔ واپسی کے لئے جب ہم اجازت کے لئے حاضر ہوئے تو دیگر باتوں کے علاوہ حضورؑ نے یہ فرمایا: "جلدی جلدی قادیان آیا کرو"۔

آپؓ مزید بیان فرماتے ہیں کہ مَیں جب پہلی مرتبہ قادیان گیا تو بہت چھوٹا تھا۔ دوسری دفعہ قادیان میں آٹھویں کلاس میں داخلہ لیا۔ اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسجد مبارک کی چھت پر کئی دفعہ دبانے کی سعادت حاصل کی۔

"میں جب دسویں کلاس میں پڑھتا تھا تو حضرت اقدس کے مکانوں کے اردگرد ہمارا پہرہ ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ہم پہرہ ہی دے رہے تھے کہ ہم نے حضرت اقدس کی وفات کی خبر سنی۔ حضور کے زمانہ میں جب ہم پہرہ دیتے تھے تو ہمارے ہاتھوں میں لاٹھیاں ہوا کرتی تھیں۔

(روایات صحابہ رجسٹر نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰۹،۱۱۰)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

## صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ کا دو روزہ صوبائی اجتماع مورخہ ۱۶،۱۷ اگست کو بمقام ایرناکولم منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ کیرلہ کی مختلف مجالس سے ۵۰۰ سے زائد نمائندگان کے علاوہ بعض انصار بزرگان بھی اس روحانی اجتماع میں شریک ہوئے۔

**پہلا روز ۱۶-۹-۲۰۰۰ بروز ہفتہ:** ۱۰ بجے محترم سجد صاحب پڑیات قائد علاقائی کیرلہ کی زیر صدارت افتتاحی جلسہ کا آغاز ہوا۔ محترم کے ایس مظفر احمد صاحب آف کالیکٹ نے تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سنایا۔ محترم شان الرشید صاحب آف کوڈیاتھور نے نظم خوش الحانی سے سنائی۔ اس کے بعد محترم صدر اجلاس نے عہد خدام الاحمدیہ دہرایا۔ محترم معتمد صاحب صوبائی نے رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد محترم اے-پی کنجامو صاحب صوبائی امیر کیرلہ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں خدام کو حضور انور کی باتوں پر لبیک کہنے کی نصیحت فرمائی۔ بعدہٗ محترم شیراز احمد صاحب نمائندہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و قائد صوبائی تامل ناڈو نے تقریر کی۔ آپ نے خلافت سے وابستگی کی نصیحت فرمائی۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد عمر صاحب نے بعنوان آنحضورؐ سے رونما ہونے والے عظیم الشان انقلاب پر تقریر کی۔ بعدہٗ تلاوت قرآن کریم، نظم خوانی اردو، عربی، ملیالم کے مقابلہ جات ہوئے۔ شام کو مجلس سوال و جواب میں محترم مولوی کے محمود احمد صاحب مشیر صوبائی امارت نے سوالوں کا جواب دیا۔ رات کو محترم ڈاکٹر راگھو کی بعنوان "حادثات اور فرسٹ ایڈ" کلاس تھی۔ بعدہٗ اس کے متعلق سوالات کے جواب دیئے گئے۔ اس کے بعد 'ٹابلو' کا مقابلہ ہوا۔ اور Quiz پروگرام بھی تھا۔

**دوسرا روز ۱۷-۹-۲۰۰۰ بروز اتوار:** نماز تہجد کے ساتھ پروگراموں کا آغاز ہوا۔ محترم مولوی ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز تہجد پڑھائی اور نماز فجر کے بعد مختصر سا درس بعنوان اطاعت دیا۔

صبح نظموں، تقاریر، پیغام رسانی، اخبار تیار کرنے، مضمون نویسی کے مقابلہ جات ہوئے۔ محترم ماسٹر کے جرلی صاحب نے بعنوان Genitic Engineering کلاس لی۔ بعد دوپہر ۳ بجے اختتامی اجلاس زیر صدارت محترم سجد صاحب پڑیات شروع ہوا۔ محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب ایڈیٹر "ستیہ دوتن میگزین" نے بعنوان "حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام بحیثیت موعود اقوام عالم" تقریر کی۔ محترم کے وی عیسیٰ کویا صاحب نے اجتماع کا جائزہ پیش کیا۔ محترم امیر صاحب صوبائی نے مختلف پروگراموں میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام کو انعامات تقسیم کئے۔ اجتماعی دُعا کے ساتھ دو روزہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

## مسجد احمدیہ کاواشیری کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کاواشیری کو اپنی ایک مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے۔ جس کے تمام اخراجات صوبہ کیرلہ کے ایک مخیر احمدی نے ادا کئے۔ مورخہ ۱۳-۷-۲۰۰۰ بروز اتوار محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کی زیر صدارت اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم اے پی کنجامو صاحب صوبائی امیر کیرلہ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ محترم اے آنڈی اپو، محترم کے کیشوداس (ممبران پنچایت کاواشیری) محترم کے حری داس محترم ڈاکٹر بی منصور احمد صاحب (صوبائی جنرل سیکرٹری) محترم مولوی ٹی ایم محمد صاحب محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب محترم مولوی کے محمود احمد (مبلغ کیرلہ) محمد انی مصلیار (معلم وقف جدید بیرون) نے تقاریر کیں۔ خاکسار ایچ شمس الدین کاواشیری مبلغ سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ سنایا۔ محترم سی سراج المنیر صاحب آف الانلور نے نظم سنائی۔ محترم ایچ سلیمان صاحب کاواشیری (صدر جماعت کاواشیری) نے استقبالیہ تقریر کی اور محترم ایچ بشیر احمد صاحب (قائد کاواشیری) نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ مسجد ھذا میں تقریباً ۱۵۰ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد میں ادا کی جانے والی پہلی نماز محترم مولوی محمد عمر صاحب نے پڑھائی اور مسجد کا افتتاح فرمایا۔

(ایچ شمس الدین کاواشیری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تبلیغ دیں و نشرِ ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.
Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039
Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

وائیٹل روز کیپسول: مردانہ و جسمانی طاقت بڑھانے کیلئے بھروسے مند دوا۔
لیکونل کیپسول: لیکوریا عورتوں کی کمزوری دور کرنے کیلئے۔
تیار کردہ:
روز فارما
ہردو چھنی روڈ گورداسپور 143521
ROSE PHARMA

گلدستۂ درویشان کے

# وہ پھول جو مرجھاگئے

## مکرم چوہدری سکندر خان صاحب درویش مرحوم کا ذکر خیر

(مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل درویش قادیان)

ملک کی آزادی اپنے دامن میں لاکھوں خونچکاں واقعات کو لئے ہوئے ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو ہم پر طلوع ہوئی۔ خیال یہی تھا کہ اب چند روز میں ہر دو حکومتیں حالات کو سنبھال لیں گی اور پھر سے امن و امان بحال ہو جائے گا۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا حالات اور بھی بگڑتے گئے اور نوبت ایں جا رسید کہ مسلمانوں کے قافلے ہندوستان سے سوئے پاکستان اور پاکستان سے ہندوستان کی طرف رواں دواں نظر آنے لگے۔ ہر گاہ کہ حالات روز بروز خراب سے خراب تر ہوتے جا رہے تھے۔ ہم قادیان میں بسنے والے قادیان کی مقدس بستی کی محبت میں سرشار قادیان میں ہی آباد رہنے کی تمنا اپنے سینوں میں لئے یہاں آباد و شاد تھے۔ ہم نے قادیان کے ماحول کو پُر امن رکھنے کی امکان بھر کوشش کی۔ بلکہ ماحول قادیان میں بھی جن جن دیہات میں احمدیوں کی کثرت تھی ان کو بھی اپنے مقامات پر ٹکے رہنے کا مشورہ دیا۔ اور ان کی دل جمعی کی خاطر قادیان سے خدام بھجوا کر ان کی تسلی اور دل جوئی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حالات کے سامنے حکومت اس قدر بے بس سی ہو گئی تھی کہ انپر نہ صرف قابو نہیں پایا جا سکا بلکہ حالت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی اور ستمبر ۱۹۴۷ء تک تقریباً سارا پنجاب گھروں کو چھوڑ چکا تھا حتی کہ ۳/ اکتوبر کی شام تک قادیان کے بیرونی تمام محلہ جات اپنے گھروں کو چھوڑ کر بورڈنگ تحریک جدید میں اور اندرون شہر کی تمام احمدی آبادی اپنے گھر چھوڑ کر حلقہ مسجد مبارک و باب الانوار میں جمع ہو چکی تھی۔ میں خود بورڈنگ تحریک جدید میں جمع ہونے والوں میں تھا۔ بورڈنگ سے جب ٹرکوں کے ذریعے سے عورتیں بچے اور بوڑھے افراد پاکستان روانہ ہو گئے۔ تو چند افراد جو وہاں رہ گئے تھے انہیں اندرون شہر آنے کی ہدایت ہوئی اکتوبر کے آخری عشرہ میں ہم بورڈنگ تحریک جدید سے حلقہ مسجد مبارک میں آگئے اور تین ہفتہ بعد ہم نے پہلی مرتبہ لنگر خانہ سے دال روٹی کھائی۔ گذشتہ تین ہفتے صرف ابلی ہوئی گندم کھا کر گزارے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا چکنے کے بعد ہمیں دس آدمیوں کے ایک گروپ کو جو محلہ دارالبرکات شرقی سے تعلق رکھتے تھے۔ مکرم شیخ محمد نصیب والا مکان رہنے کیلئے الاٹ ہوا۔ اس روز رات اندھیرے میں گزاری کیونکہ روشنی کا کوئی سامان نہ تھا۔ اگلے روز صبح جب مکان کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ بجلی موجود ہے۔ فیوز کے گریپ نکالے ہوئے تھے۔ دو بلب بھی ٹھیک حالت میں لٹک رہے تھے۔ میں نے فیوز لگائے اور روشنی آگئی الحمدللہ کہ یہ رات ہم نے روشنی میں گزاری اگلے روز عصر کے وقت دیکھا کہ دو نوجوان سامنے والے مکان جو منشی عبدالکریم صاحب والا مکان تھا، کی چھت سے بجلی کی تار لا کر گلی کے اوپر سے گزار کر ہمارے مکان سے بجلی کا کنکشن جوڑ رہے ہیں۔ میں نے جا کر پتہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے گھر میں بھی اندھیرا ہے۔ وہاں روشنی لے جانا ہے۔ میں نے کہا کہ بے شک آپ کی ضرورت حقیقی ہے مگر گلی کے اوپر سے لائن گزارنا قانونی طور پر درست نہیں۔ اس کا کوئی اور حل تلاش کرنا چاہئے۔ لہٰذا میں ان کے ساتھ ہو لیا اور مرزا محمد حیات صاحب کے مکان سے بجلی مل گئی۔ یہ مکان باہمی دیوار سے اس مکان سے ملا ہوا تھا۔ جہاں بجلی لے جانا مد نظر تھا لہٰذا مکان کی دیوار میں ایک سوراخ کر کے بجلی گزار لی گئی۔ اور مسئلہ حل ہو گیا۔ آپ جاننا چاہیں گے کہ یہ دوسرا نوجوان کون تھا۔ تو سن لیں کہ یہ چوہدری سکندر خان صاحب تھے۔ اور یہ تھی میری چوہدری سکندر خان صاحب سے پہلی ملاقات۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا قرب اور تعلق اور پیار بڑھتا گیا اور اب ۲۵/۳۰ سال سے یہ حالت تھی کہ کوئی ایسا دن نہ جاتا۔ جس میں مکرم چوہدری سکندر خان صاحب ملاقات کیلئے میرے مطب میں نہ آتے۔ اگر کسی روز صبح قبل دوپہر نہ آپاتے تو شام کو ضرور آجاتے۔ آپ سنجیدہ مزاج کم گو اور بردبار اور دوست نواز تھے۔ اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ مورخہ ۲۰۰۰-۹-۱۰ کو صبح دس بجے حسب معمول احمدیہ کالونی سے میرے پاس آنے کی غرض سے آئے احمدیہ بازار میں آکر علم ہوا کہ مسجد اقصیٰ میں خدام الاحمدیہ کے لوکل اجتماع کی اختتامی تقریب ہو رہی ہے۔ وہیں سے ارادہ بنا لیا کہ پہلے مسجد اقصیٰ جاؤں گا۔ اور وہاں دعائیہ تقریب میں شرکت کر کے پھر عامل صاحب کے پاس جاؤنگا۔ مکرم عمر دین صاحب کی دوکان سے چائے پی کر سیدھے۔ مسجد اقصیٰ چلے گئے۔ ادھر مجھے بھی ساڑھے دس بجے تک ان کی انتظار رہتی تھی وقت ہو چکا تھا۔ مگر چوہدری سکندر خان صاحب آتے ہوئے نظر نہیں آئے مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بھی آگئے اور پوچھنے لگے کہ چوہدری سکندر خان صاحب ابھی تک نہیں آئے میں نے کہا میں بھی ان کا رستہ دیکھ رہا ہوں۔ (میں اپنے مطب میں بیرونی دروازہ کے شمالی کونہ کے ساتھ کرسی ڈال کر بیٹھتا ہوں۔ چوہدری سکندر خان صاحب کہتے کہ یہاں گرمی زیادہ محسوس ہوتی ہے آپ اندر پنکھے کے نیچے بیٹھیں تو اچھا ہو۔ میں ان سے کہا کرتا کہ میں یہاں بیٹھ کر آپ کی راہ دیکھتا ہوں آپ جونہی مسجد مبارک کے سامنے والے آہنی گیٹ سے آگے بڑھتے ہیں تو مجھے نظر آجاتے ہیں اب آپ آگئے ہیں۔ چلو مل کر پنکھے کے نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ تب وہاں بیٹھ کر چائے کا دور چلتا) مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب کہنے لگے کہ وقت ہو چکا ہے آپ چائے منگوائیں۔ جب تک چائے آئے گی وہ پہنچ جائیں گے میں نے چائے منگوانے کیلئے کہہ دیا۔ چائے آگئی۔ مگر وہ نہ آئے۔ چائے پینا شروع کر دی گئی۔ ابھی چائے ختم نہیں ہوئی تھی کہ شبیر احمد جلد ساز جس کی دوکان میرے مطب کے سامنے ہی ہے۔ اس نے بازار میں سے ہی بلند آواز سے کہا سکندر صاحب بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اور انہیں احمدیہ ہسپتال لے جایا گیا ہے۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب فوراً اُٹھ کر ہسپتال گئے اور تھوڑی دیر بعد واپس آکر بتایا کہ وہ گر گئے تھے سر پر چوٹ آئی ہے اور ڈاکٹر صاحب منع کر رہے ہیں کہ ہجوم نہ کریں ہم انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ ذرا ہوش میں آلیں تو پھر جاتا ہوں اسی انتظار میں چند منٹ اور گذر گئے۔ پھر منیر احمد صاحب فوٹو گرافر نے آکر بتایا کہ حضرت میاں صاحب بھی وہاں موجود ہیں۔ اور آپریشن تھیٹر میں چوہدری سکندر خان صاحب کو ہوش میں لانے کی کوشش جاری ہے۔ ابھی تک ہوش نہیں آیا۔ میری گھبراہٹ میں اور اضافہ ہو گا۔ دل ہی دل میں ہم سب جو یہاں چوک میں موجود تھے دُعائیں کر رہے تھے کہ ہسپتال کی طرف سے عزیز مکرم وحیدالدین صاحب آئے اور انہوں نے بتایا کہ مکرم چوہدری سکندر خان صاحب کی وفات ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں صدمہ سے نڈھال ہو کر اپنے مطب میں بینچ پر لیٹ گیا۔ اور قریب دو گھنٹہ بعد طبیعت کچھ بحال ہوئی تو پھر جا کر آپ کے مکان پر آپ کا منہ دیکھا۔ مجلس کار پرداز کا اجلاس ہونے والا تھا۔ میں خود اِس کا ممبر تھا۔ اس لئے وہاں سے جلدی چلا آیا۔ جملہ کاغذات وصیت و ادائیگیاں درست اور ٹھیک تھیں۔ شام کو نماز مغرب سے قبل آپ کی تدفین قطعہ خاص درویشان میں ہوئی۔ آپ کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی چوہدری لال خان تھا۔ آپ کے چچا مکرم احمد خان صاحب ایاز جو مجاہد ہنگری کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے اچھے وکیل ہیں حین حیات ہیں۔ آپ اپنے باپ کے اکیلے بیٹے تھے اور دو بہنیں ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ کی زرعی زمین چھاونی میں آچکی ہوئی تھی۔ صرف اور صرف مکان کھاریاں میں موجود ہے۔ بڑا لڑکا مبارک احمد جرمنی میں ہے۔ اور چھوٹا لڑکا بھی جرمنی میں ہے۔ درمیان والا لڑکا آپ کے پاس قادیان میں ہے۔ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے۔ سلسلہ کی خدمت میں مصروف ہے۔ تاہم وطن کی محبت اور بہنوں سے ملاقات کی خاطر دو تین سال بعد کھاریاں ضرور جایا کرتے تھے اب بھی ویزا بنوایا ہوا تھا۔ کسی ساتھی کے منتظر تھے کہ کوئی اور بھائی پاکستان جانے والا ہو تو سفر اچھا کٹ جائے گا۔ بہن کیلئے تحائف بھی خرید چکے تھے کہ سفر پاکستان کی بجائے سفر آخرت اختیار کیا۔

درویشوں کے گلدستہ میں درویش سکندر خان بھی تھے
جب سے کہ ملک آزاد ہوا وہ قادیان میں ہی تھے
جب سے وہ داغ فرقت دے گئے محفل کی یہ حالت ہے
جو ہنسنا ہسانا ہوتا ہے رونے کو چھپانا ہوتا ہے

ملک آزاد ہونے پر بیرون جماعتوں سے بھی بہت سے خدام خدمت مرکز کیلئے قادیان آگئے تھے جن میں بعض ایک دو ماہ خدمت کر کے واپس چلے گئے تھے۔ اور بعض مرکز کی محبت میں سرشار دیار حبیب میں ہی رہ پڑے اور درویش کا مقدس نام پا کر قادیان میں ہی تمام زندگی گزارنے کا عزم و ارادہ کر لیا۔

کھاریاں ضلع گجرات سے چار نوجوان درویشی اختیار کرنے کا عزم لیکر قادیان آئے تھے۔ ان میں سے مکرم نیاز علی صاحب نے محلہ دارالرحمت کے انخلاء کے موقعہ پر جام شہادت نوش کر کے اپنے عہد کو نبھایا۔ دوسرے نمبر پر مکرم فضل الٰہی صاحب نے ۱۹۶۱ء وفات پا کر اپنا عہد پورا کیا۔ اور تیسرے نمبر پر مکرم چوہدری فیض احمد صاحب (ناظر بیت المال آمد) نے ۱۹۷۸ء میں اپنا عہد پورا کیا اور خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کی محبت میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اور اب چوتھے نمبر پر مکرم چوہدری سکندر خان صاحب آف کھاریاں نے بحسن و خوبی ایک لمبا عرصہ سلسلہ کے متعدد دفاتر میں خدمات بجا لانے اور ۱۸ سال تک ریٹائر ہونے کے بعد بہت سی طوعی خدمات کرنے کے بعد داعی اجل کی آواز پر لبیک کہا اور کھاریاں سے آئے خدام کے فرض کی تکمیل پر مہر ثبت کر گئے۔

آپ نہایت ذہین معاملہ فہم ذکی و فہیم تھے۔ جب بھی کوئی جماعتی معاملہ در پیش ہوتا۔ خاص کر جائیدادوں کی خرید و فروخت کا تو بڑی سنجیدگی سے صائب رائے دیتے اور جس حد تک کام ان کے سپرد کیا جاتا اس کو بڑی عمدگی سے انجام دیتے۔

چند سال سے سفر کرنے میں بڑی گھبراہٹ محسوس کرتے تھے خاص کر ایسی صورت میں کہ گاڑی یا کار کے دروازے اور شیشے بند کر دیئے جائیں۔ دو سال قبل آپ کے بیٹے انس احمد نے جو ان دنوں بلجیم میں تھے آپ کو جلسہ سالانہ لنڈن اور پھر جرمنی میں آنے کی دعوت دی تھی۔ آپ کو بہت کہا گیا کہ آپ بچے کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے چلے جائیں۔ اور بھی متعدد احباب قادیان سے جا رہے ہیں۔ آپ کو کوئی دِقت نہ ہو گی لیکن آپ راضی نہ ہوئے اور یہ عذر کیا کہ ہوائی جہاز چاروں طرف سے بند ہو جاتا ہے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔ ارادہ ترک کر دیا اور میرے ساتھ یہ طے کیا کہ اگلے سال ۲۰۰۰ء میں جب دہلی میں احمدیہ مسلم کانفرنس ہو گی تو ہم دونوں امرتسر سے دہلی تک کا سفر ہوائی جہاز میں کر کے تجربہ کریں گے اگر سفر آرام دہ ثابت ہوا تو پھر اگلے سال جلسہ سالانہ لنڈن میں جانے کیلئے ہاں کر دونگا۔ امسال دہلی کی احمدیہ مسلم کانفرنس مورخہ ۲۰۰۰-۱۰-۱۵ کو ہونا قرار پائی ہے۔ (جو بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی سے ختم ہو چکی ہے) اور اس کانفرنس میں شمولیت کی تمنا دل میں لئے چوہدری سکندر خان

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

**Subscription**
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

# The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol : 49 Thursday 26th October 2000 Issue No :43

☎ (0091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(0091) 01872-70105

صاحب ایک ماہ چند روز قبل ہی دنیا کے کسی بھی خطہ سے دور انتہائی دور جسکی کوئی نسبت ہی بیان کرنا مشکل ہے ایک ہی جست میں طے کر چکے ہیں۔

آپ اپنے باپ کے اکیلے فرزند تھے۔ آپ خود مرکز کی خدمت کیلئے قادیان میں رہ پڑے اور اپنی اہلیہ جس کی گود میں ایک بیٹا بھی تھا والد صاحب کی خدمت کیلئے کھاریاں میں چھوڑ آئے تھے کیونکہ والدہ محترمہ پہلے وفات پا چکی تھیں۔ آپ کی اہلیہ اس وقت تک کھاریاں میں رہیں جب تک بیٹا جوان ہو کر اس کی شادی نہ ہو گئی بیٹے کی شادی ہو جانے سے والد صاحب بزرگوار کا کھانے کا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ تب مکرم چوہدری سکندر خان صاحب اپنی اہلیہ کو قادیان لے آئے۔ باوجود اس کے کہ آپ کی اہلیہ عمر کے لحاظ سے ایام یاس کو پہنچ چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید دو بیٹے عطا فرمائے بڑے بیٹے کا نام رفیع احمد ہے اور چھوٹے کا انس احمد یہ آجکل جرمنی میں ہیں۔ رفیع احمد صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت میں ہیں۔

زمانہ درویشی میں انہیں کسی سے جھگڑا کرتے ہوئے نہیں پایا گیا اگر کسی بھائی سے کسی معاملہ میں تکرار ہو جاتی تو جلد ہی صلح پر آمادہ ہو جاتے اور شاید ہی کبھی دوسرا دن آنے دیا ہو، خود اپنے اس بھائی کے پاس جا کر معافی مانگ کر صلح کر لیتے۔ اگر دوسرے دو بھائی آپس میں کسی بات پر ناراض ہو جاتے تو آپ دونوں میں صلح صفائی کیلئے کوشاں ہو جاتے اور جب تک صلح نہ ہو جاتی کوشش جاری رکھتے۔

آپ ستمبر ۱۹۴۷ء کو قادیان پہنچے تھے اسی روز شام کو معلوم ہوا کہ سٹھیالی میں احمدیہ جماعت کے بہت سے افراد اور کچھ دیگر مسلمان بھائی گھرے ہوئے ہیں۔ اور انہیں وہاں سے بحفاظت لانے کیلئے جو خدام بھجوائے گئے تھے ان میں ایک خادم مکرم محمد اشرف صاحب مخالفین کی گولی سے شہید بھی ہو چکے ہیں۔ اس پر مکرم سکندر خان صاحب اور مکرم مولوی برکت علی صاحب کو وہاں بھجوایا گیا اور انہوں نے پہلے سے وہاں موجود خدام سے مل کر حسن تدبیر کے ساتھ وہاں سے احمدی اور غیر احمدی گھرے ہوئے افراد کو بحفاظت قادیان لے آنے کا مرحلہ طے کیا۔ اس کیلئے سب خدام جو پہلے سے وہاں چند روز سے خدمت میں مصروف تھے لائق تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔

قادیان میں آپ نے صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر، محاسب، بیت المال، نظام جائیداد میں بطور محرر خدمات کے ساتھ ساتھ لوکل انجمن احمدیہ کے صدر حلقہ ناصر آباد اور سکرٹری امور عامہ بھی لمبے عرصہ تک خدمات کیں۔

۱۹۸۴ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر پنجاب میں تبلیغ کا کام شروع کیا گیا۔ اور اس خدمت پر بطور نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ خاکسار کا تقرر عمل میں آکر کام کا آغاز کیا گیا تو محترم چوہدری سکندر خان صاحب نے طوعی طور پر میرے ساتھ تعاون کرتے ہوئے تمام دفتر کا کام لگاتار آٹھ سال تک بڑی عمدگی سے سنبھالے رکھا۔ آپ کے اس تعاون کی وجہ سے اس مہم میں بڑی آسانی رہی اور مجھے دفتری کام سے بے فکر ہو کر فیلڈ میں کام کرنے کیلئے کھلا وقت ملتا رہا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۹۸۴ء سے لیکر ۱۹۹۰ء کے آخر تک چھ ہزار بیعتیں پنجاب میں ہوئیں اور موجودہ تبلیغی وسیع پروگرام کی یہ بنیاد بنی۔

نہ صرف دفتری امور میں بھرپور تعاون دیا بلکہ بہت سے تبلیغی سفروں میں میرے ساتھ رہے اور دیہاتی ماحول میں وہ بڑی پر اثر بات چیت کرتے تھے۔ اور نئے احمدی احباب کو زراعت اور جانوروں (خاص کر دودھ دینے والے) کی دیکھ بھال میں بھی مفید مشورے دیتے۔ آخر پر میری دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضاء کی جنتوں میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کی اولاد پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برساتا رہے۔ اور ساری اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور ان کا مستقبل روشن اور تابناک بنائے۔ آمین ☆

مرحوم کی نماز جنازہ ۱۰-۹-۲۰۰۰ کو مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز عصر جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں پڑھائی اور تدفین کے بعد دُعا کرائی۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور ہر سال اعتکاف بیٹھتے۔ آپ کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ بچوں اور نوجوانوں کی حوصلہ افزائی فرماتے اجتماعات اور دیگر مواقع پر ورزشی اور علمی مقابلہ جات میں ضرور حاضر ہوتے اور اچھی کارکردگی کرنے والے کو خصوصی انعام اپنی طرف سے دیتے۔ اور ہر ایک سے مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملتے اور مل کر خوشی کا اظہار کرتے۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (ادارہ)

## جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی کے لئے ریلوے ریزرویشن

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان 18,17,16 نومبر 2000ء کو منعقد ہو رہا ہے جو احباب جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں انکی سہولت کیلئے نظامت ریزرویشن کی طرف سے حسب سابق امسال بھی واپسی ریزرویشن کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو احباب اس سہولت سے استفادہ کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ دفتر جلسہ سالانہ میں ۳۰؍اکتوبر ۲۰۰۰ء تک ارسال کر دیں۔ اور ساتھ ہی مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام معہ تفصیل رقم بھجوا دیں۔ یاد رہے کہ اسوقت ریلوے ریزرویشن ساٹھ دن پہلے کرانے کی سہولت موجود ہے۔

From Station .................... To .............................. Date..............

Class ............................................Seat/Berth.............................

Train No. ..........................................................................

Name ............................................ M/F .................. Age..........

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور یہ مبارک سفر ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب ہو۔ آمین

نوٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ بذریعہ کمپیوٹر واپسی ریزرویشن کی سہولت موجود ہے۔ احباب اس سہولت سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ (افسر جلسہ سالانہ قادیان)

## گمشدہ رسید بکس

(۱) نظارت بیت المال آمد کی طرف سے سالانہ اجتماع پر آنے والے ایک مہمان کی دستی جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) کیلئے بھجوائی گئی تین رسید بکس چندہ جماعت احمدیہ نمبر 9629, 9628, 9622 دوران سفر سامان کے ساتھ چوری ہو گئی ہیں۔

(۲) جماعت احمدیہ بریلی (یو-پی) کو دی گئی رسید بک نمبر 3633 بھی گم ہو چکی ہے۔

(۳) اسی طرح مکرم انچارج صاحب دیودرگ (کرناٹک) سرکل کو ایشو کردہ رسید بک نمبر 6731 بھی نمائندہ وقفِ جدید سے دوران سفر گم گئی ہے۔

بناء بریں ان پانچوں رسید بکس کو کالعدم قرار دیدیا گیا ہے۔ احباب جماعت ان رسید بکس پر کسی بھی قسم کا جماعتی چندہ ادا کرنے سے احتراز کریں۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)

## درخواست دُعا

گذشتہ سال چار کروڑ سے زائد افراد کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے مخالفین احمدیت نے جماعت کے خلاف بڑا طوفان برپا کیا ہوا ہے۔ خاص طور پر یوپی کے علاقہ میں بڑا شور مچایا ہے۔ اور سہارنپور شہر میں جو کہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور جیسے دیوبندی مسلک کا گڑھ ہے جماعت کی شدید مخالفت ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر سے دردمندانہ درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر آن جماعت کا حافظ و ناصر ہو۔ (محمد ذاکر خان بمیالوی صدر جماعت احمدیہ سہارنپور)

**QURESHI ASSOCIATES**
**Manufacturer-Exporter-Importer** of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
**Contact Person :-** M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
**Postal Address :-** 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBB... CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893